

قریب اور سائنس کے ہمارے تعلق  
ہم اپنے تعلق کے لئے اس کتاب

# مذہب و سائنس

مہدی احمد علی

مذہب و سائنس

علامہ عبدالباری ندوی

استاد جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، دکن

خلیفہ مجاز

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

مذہب و سائنس کے بارے میں  
جاننے کے لیے اچھا جامع کتاب

# مذہب و سائنس

مصنف : عبدالباری عذری

**سٹی بک پوائنٹ**

لوید اسکوائر اردو بازار کراچی

Ph: 2762463

بازار لوگوں کے لیے غرضیت اور سرمایہ کتاب

بیاد  
HASAN DIN

سنت الہیہ

ملاحقہ حق بنیہ پیش محفوظ ہیں

نام کتاب: فہم و سائنس  
مصنف: عبداللہ علی  
ناشر: علی بک پبلیکیشنز  
نورانی پبلش  
لیت  
2007ء  
2001ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

## فہرست

محلہ نمبر	5	فہرست نمبر
	6	نور
	7	تکرار
	9	مقدمہ
	23	مقام کار کی باخود نشانی
	35	انگریزی دانشاں یا لحاظ بہ عقلی شیب
	58	عہد انفراسونی کی سرانظر و فراسونی
	60	آنگھوں دیکھا بھوت
	96	الٹی منطق
	120	سائنس اور فلسفہ
	177	خلاصہ کلام
	187	سائنس اور فلسفہ

## مختصر تعارف

(از مولانا عبدالمجید دریلادی)

میں سن میں مولانا سے کوئی دو تین سال پہلے ہوئی۔ دوری تعلیم میں میں تقریباً ساڑھے تین سالہ رہا۔ دور العلوم مجدد میں تھے اور میں لکھنؤ کے کیننگ کالج میں، تعلیم ستوازی (PARALLEL) پل دی تھی، ان کا وطن انڈیا میں ملتان کا ایک دوسرا حصہ گویا قہار مستقل تیلانی میری ان کی لکھنؤ رہتی تھی، تعارف ۱۹۰۸ء میں ہوا، اور وہی ایک سال میں پانچتہ تھی۔ دو مئی کو گمان عزیز دوری کا ہوئے لگا، مشترک موضوع ہمارے ان کے مغربی فلسفہ اور عقلی علوم تھے، تو جوانی کے جوش میں زبان پر اور علم سے برداشت کیا تھیں جاری رہتی تھیں، ایک عروہ شائیں بصرے اسی وقت یہ فقہ کہ والا تھا کہ "مجاہد صاحب کا مطالعہ جتنا بھی ہو اور فلسفہ کی کتابیں جتنی بھی انہوں نے پڑھ لی ہوں لیکن فلسفی کلاس کے مستحق ہادی صاحب ہی ہیں۔"

یہ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں تو "جاہلانے رو کتابہ چند" "عمر بھر بدستور رہا" البتہ وہ فلسفی سے ترقی کر کے حکم اور صوفی بن گئے، لیکن عقلیت جیسے فن کی سرشت میں تھی، باوجود اپنے تحفظ و تحلیف کے وہ عقل فقہ مجدد کے صوفی ہو کر میں رہے بدستور ضرورت پر اور مغربی فلسفہ اور اس سے بھی زیادہ کہ باطنی سائنس خصوصاً فہرہ طبعیات سے رہا اور فن کا مطالعہ قائم رکھا، اس کی شاہد عادلانہ کتاب یہ بھی ہے اور اگر غارتی کوئی شکوت مطلوب ہو تو اس کے لئے اس کتاب کے مقدمہ نگار ڈاکٹر رضی اللہ عنہ و ان کے چاٹلر پتھر یونیندر شئی کا نام کافی ہے، ان کا ہر خود وقت کے مستند اور مستند ماہرین فن میں ہے۔

عبدالمجید دریلادی

تشریح :

کتاب ہذا کے موضوع اثنان مقدمہ نگار نے نہ صرف اپنے شایان شان مقدمہ ہی کا حق ادا فرمایا بلکہ مقدمہ کے آخری میں "کفر قرائن شد تا ہمارا مسئلہ خ" سے پوری کتاب کا طرز نگاہ دیا ہے۔ احسن اللہ جزا الہ سورن بعد احرار۔

اصل میں فکر و انداز کی جو کچھ گنجائش تھی وہ انیسویں صدی کے نوآفرینک مادہ اور مادیت کے سائنسی رجحانات، انکشافات و ایجادات کے طے پر ہی نے مادیت یا مادہ پرستی کو کاغذ پر یا مادہ یا مادہ جن برسوں صدی نے اپنی کیا عقل کی مادہ اور مادیت کی جگہ اس ذہن (Mind) اور ذہنیت (Mentalism) کو دے دیے۔ جس کو خود ترقی یافتہ مادی حلقوں سمجھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اب تہذیب ترین سائنس کی روسے مادہ و مادیت کی جگہ ذہن (Mind) و ذہنیت (Mentalism) ہی نے لے لی۔ جیسا کہ لوہر آپ کتاب بذاتیں صف اول کے دسے دسے سائنس دانوں کے سامنے مشفقانہ طور پر آئے ہیں کہ ذہن مادہ کی کیا پیدائش ہو تا مادہ خود ذہن سے اخذ (Derived) ہے۔ لہذا انہوں کی حلقوں ہے۔

لوہر پھر اسی صف اول کے نامور سائنس دان سر جیمز جیور کو مین سائنس ہی کی رو سے ایک کلی دکھائی یا مقدمہ نگار مجموعہ کی نیریز بہتر تصویر میں آگاہی ذہن کا نتیجہ نکالنا چاہتا اور اس آفرین کے ساتھ کہ میں اس نتیجہ پر مین سائنس رو سے پہنچا ہوں۔

اصل یہ ہے کہ انسان اگر خود اپنی انسانی ذات و صفات اور ادائیجات پر غور کرے تو آفاق سے بھی بڑھ کر انکس و پائش خود اور امت فل چاہتا ہے۔ باقی کئے دل و دماغ والوں کو آفاقہ افش سے ہی اس کی کیا تہ و لگائی سے گھرے ملتے ہیں۔

"سنبرہم ایلاننا فی الافاق و فی انفسہم حتیٰ یبتین لہم انہ الحق"

باقیوں ہم خود ہی اگر اپنی آنکھوں اور دل سے یہی پتا نہ لیں تو پھر اس کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے کہ "وہیکتا سب تکہ ہوں لیکن سوچتا ہوں کہ بھی نہیں۔" لہذا انہیں لایعینوں بھی

بھا و لہم اذان لایسمعون بہا۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

تشکر

رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کارند ہے کہ جو شخص بدوں کا شکر نہیں ادا کرے وہ خدا کا بھی ناشکر ہے۔ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" اس ہی جہاں کے پیش کش نور حق پر سب سے بڑا اس کے مسلم و مسلمہ فاضل مائیں مقدمہ نگار جامعہ صانیہ حیدر آباد کے رفیع قدیمہ انور رضی اللہ عنہ صدیقی زادہ صاحب مدظلہ صاحب اس کا شکر اسلام آباد یونیورسٹی پاکستان کا ہے۔ انشاء اللہ ان کے اس کا فاضل مقدمہ ہی کی بدولت امید ہے کہ کتاب جدیدہ قدیمہ دونوں طبقات کی نظر میں یکجہ نہ کہ قابلِ توجہ ہو جائے گی۔ مایک ذرا صحت انگریزی کے ان اچھے سائنس کا ہے۔ جنہوں نے جدید ترین برسوں صدی کے خالص سائنسی مسائل عام فہم انگریزی میں شکل کر کے ایک ایسے خود ساختہ انگریزی دہا کے لئے قابلِ اعتماد کر دیے، جو سائنس کیا کوئی کوئی سے کوئی انگریزی زبان کی سند بھی نہیں رکھتا۔ پھر بھی خالص سائنسی مسائل سے ایسی درجوں انکوں سے گزشتہ چھ قاتلی صدی تک رو رہے تھے۔ اعتماد کرنا چاہیے جس کا اندازہ خالص کتاب کے بکثرت حوالوں سے ہو گا۔

مزید آں فاضل مقدمہ نگار نے اس مقدمہ ہی کے سلسلہ میں ایک اور بڑا کام فرمایا ہے کہ برسوں صدی کی سائنس میں جو کچھ نپالی انتخاب کیا ہے اس کا بھی ایک اچھا خاصہ اعلیٰ جائزہ لیا ہے، مثلاً نظریہ اضافیت جس کے وہ خصوصی باہر ہیں۔ آگے درجہ سطحیں خود فاضل مقدمہ نگار کے قلم سے پڑھ لیں۔

"نہان و مکیان مادہ و توانائی، مفرد و تواتر، جیسے بنیادی تصورات کے بدلنے سے علت و معلول کے عقلی مفہوم میں بھی فرق ہو گیا ہے۔ نہ تو ان کی کیا گئیں کا ایک اہم مسئلہ یہ تھا کہ اگر کسی شے کی موجودہ حالت معلوم ہو تو اس کی سابقہ یا آنکندہ حالت قطعی طور پر نہیں ہو جائے گی اور محض قوانین حرکت کی بناء پر علم ہی شے کی وہ سے ازل سے لے کر تک اس شے کی تمام حالتوں کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔"

میکانکس کا مکیان مقدمہ نگار نے ہر مسئلہ کے لئے حکم تفصیل کا کام دیتا تھا اور جس کی بناء پر

کسی خالق کا نکتہ کے تصور کو وہ غیر ضروری قرار دیتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کائنات کی ہر حالت ہر لمحہ متغیر ہے اور وہ اس کے مطابق خود تشکیل پاتی چلی جاتی رہی ہے۔

لیکن کوہنہ اور انسانیت کے نظریوں کی بنا پر یہ فیصلہ ہاتھ نہ گرنے لگا ۱۹۴۷ء میں یہ بتایا کہ مظاہر قدرت میں حقیقتیں باہر نہیں ہیں بلکہ ہم حقیقتیں چاہی و سہا رہے۔

اس کے بعد سے طبعی سائنس کا مسلم قانون یہ ہے کہ نہ صرف کائنات بلکہ اس کے کسی حصہ یہاں تک کہ کسی ایک ذرہ کا بھی مستقبل متعین نہیں ہے بلکہ وہ کسی ممکن حالتوں میں سے کوئی ایک حالت اختیار کر سکتا ہے۔

پچھلے عقل و فلسفہ کی دنیا میں علت و معلول کا جو قانون لازمی و یقینی ثابت سے مسلم تھا، آج ہزارہاوسویں صدی کی سائنس نے اس کا بھی جیہ و جویہ ہاوار کر رکھا۔ وہ معلوم کیا قانون طبیعت کا جو کہ یہاں میں بھی کار فرما نہیں ہے تو پھر ایک اختیار اور اورانی ذات کے اختیار و مشیت کے سوا کوئی دوسرا اعلیٰ قول و مقول امکان کا چاہیے تو رہائی کیا جاتا ہے۔

اسیہ ہے کہ انگریزی میں کسی نے کوئی فلسفہ اور عام فہم کتاب ہاوسویں صدی کے ہزارہ ترین سائنسی انقلابات پر اسی طرح لکھ دی ہوگی۔ جس طرح فلسفہ پر ”پراگماتک فلسفہ“ کے نام سے رہنمائی نہ کی گئی ہے اور جس کا ترجمہ راقم الحروف کی خواہش پر ڈاکٹر ہیرولی الدین کے قلم نے اردو میں بھی کر دیا ہے جو دراصل انصافیت عظمیٰ کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔

ابستہ وہ مشہور سائنس دانوں ہے ویلیام اینسٹین اور ڈیوگٹرکین نے نے فن کر چوس چہرہ روزہ و موقت رسالوں میں ہاوسویں صدی کے قریب سارے سائنسی علوم کے ہزارہ ترین انقلابات یا ترقیوں کو اپنے عام فہم انداز میں پیش کر دیا ہے کہ ان کے خاص خاص حصوں کا اگر اردو میں کوئی سائنس دان خصوصاً طبیعیات (Physics) کا بہر قلم غفلت کر دے تو ہمارے حضرات علمی مہاں کے ہزارہ تحقیقات و تشریحات کا دھارہ نہ نہ صرف عام عربی و فارسی و اراطلوں خصوصاً خود ہندو کے فن میں سے نہ زیادہ انتہاء اللہ کا آدہ ہو گا۔

U. H. SHULMAN AND WALTER GREGERSON (1)

۱۹۴۷ء میں ہیرولی الدین نے لکھی کہ ”ہندو سائنس“ کے نام پر ”سائنس“ کے نام سے ”سائنس“ کے نام سے

## مقدمہ

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مدنی  
(حال اوس ہاخطر پشاور و بخاری)

اردو زبان کو ازبہ تعلیم ہانے کے علاوہ جامد مثنوی کی ایک اور انتہائی خصوصیت یہ تھی کہ اس نے جدید و قدیم سائنس اور روحانی علوم یعنی عقائد اور عقائد کی تفریق ختم کر کے ایک الگو اور سگوار ہانے کی کوشش کی جس میں علم کو حقیقت یعنی ایک وحدت کے طور پر پڑھایا اور سیکھا جائے۔ اسی اصول کے تحت و صلیب کے تمام گوشوں سے ایسے منتخب علماء جمع کئے گئے جو علم کی کسی ایک شاخ کے ماہر ہونے کے علاوہ سچے فکر رکھنے اور مختلف شاخوں کے باہمی ربط اور ایک دوسرے پر ان کے اثرات سے لاطی و واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس، آتش، الکیمیائی اور طبی و غیرہ مضامین کے شبیہوں (الکیمیائی) کے ساتھ ساتھ انہی کے طرز پر ایک فکری و حیاتیاتی بھی بنائی گئی اور اس کے علماء کو سائنس اور آتش کے مضامین سے واقف کر لیا گیا اسی طرح انہی کے علماء کے طلباء کے لئے دیجاتی تھیں تعلیم بھی بنی ہے کہ وہ جب لازمی قرار دی گئی تھی میں اسلام کے علماء اور لوگ ان کی تعلیم میں ملکہ نہ ہو کہ جدید اصول اور اس کا فلسفہ بھی بتایا جاتا تھا اور سائنس کے نام پر جو فلسفہ بنی پیا کر کے گریہ اور ہلاک پھیلا جاتا تھا۔ اس کی تردید کی جاتی تھی۔

خوش قسمتی سے دین و دانش کے اس مسنون کو پڑھانے کے لئے مولانا سبط الرحمن میڈیکل سرجن و مقرر جیسا کہ اہل اسرار کیا تھا جن کی تعلیم اور انداز میں اس قدر دل نشین اور دلکش تھا کہ تمام علماء ان کے درسوں میں جوق و جری شریک ہوتے اور ان کے پیچروں کو غیر معمولی احساں کے ساتھ سنا کرتے تھے دراصل الحروف کو بھی ان کی شاکردی کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور انہی کے توسط سے حضرت مولانا عبدالباری نقوی مدظلہ سے







اعطا کرتی ہے اور جس کا ایک مستقل وزن ہوتا ہے جس کو کمپوزٹ یا مجموعہ میں کیا جائے۔ جب کوئی مادہ شے حرکت کرتی ہے تو وہ ایک ہی خطہ میں ایک ذرہ کی طرح حرکت کرتی ہے، تو از پھر وہ شے کی موجوں کی طرح پوری فضاء میں فیس بکھیل جاتی۔ اس کے علاوہ روشنی اور توانائی کے حلقے یا خپل فضا کہ تو وہ کوئی جسم نہیں ہے اور نہ کسی مادہ اور فضاء کو با اثر حرکت بغیر سے گھبراتے ہیں، اس کا کوئی وزن نہیں ہو تا اور وہ ذرہ کی طرح حرکت نہیں کرتی بلکہ موجوں کی شکل میں آگے بڑھتی ہے۔

جدید طبیعیات میں مادہ اور توانائی کا یہ امتزاج غم ہو گیا ہے اور تجربوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی مختلف شکلیں ہیں۔ کچھ مادہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کچھ توانائی مادہ میں، کسی مادہ شے کی کثرت مستقل نہیں بلکہ اس کی حرکت پر منحصر ہوتی ہے اور قدر کے ساتھ کھینچا ہوا ہوتا ہے۔ ایک مادہ شے کچھ ذرے کی طرح ایک خطہ میں حرکت کرتی ہے اور کچھ موجوں کی طرح بکھیل جاتی ہے تو آگے بڑھتی ہے مادہ کے توانائی میں خلل ہونے کا یہی اصل اصول ہے جس کی بنا پر انجم منبعا گیا ہے۔

ہسویں صدی کے آغاز یعنی ۱۹۰۰ء میں پلانک (Planck) نے کو انجم (Countum) کا انکشاف کیا اور بتایا کہ توانائی اور مادہ کی نظام کی حالتوں میں تبدیلی مستقل نہیں بلکہ ایک خاص کھیل ترین مقدار یعنی کو انجم کے اضافہ (Multiples) کے تناسب ہوتی ہے، اس انکشاف کے بعد قدیم ترین زمانے سے طبیعی کائنات میں تصور تبدیل کے مسئلہ اور تدبیری ہونے کا جو تصور چلا کرتا رہا وہ ختم ہو گیا ہے اور اس کی وجہ سے نون کی مکمل گسٹیا ایک غیر معمولی انقلاب برپا ہوا۔

انجم (جو ہر) کے متعلق ۱۸۹۵ء تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ مادہ کا سب سے چھوٹا ذرہ ہے جس کی حرارت تقسیم نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس کے بعد پتہ چلا کہ ہر انجم کے اندر بہت سے اور چھوٹے ذرے ہوتے ہیں جن کو الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون کہتے ہیں۔ کسی انجم کا مادہ مسلسل پیدا ہوا نہیں ہو تا بلکہ یہ ذرے اس کے اندر نظام جسمی کی طرح ترتیب دیے ہوئے ہوتے ہیں اور چند مخصوص حالات پر حرکت کرتے رہتے ہیں۔ انجم کے مختلف ذروں

کے درمیان اسی طرح وسیع فضا ہوتا ہے جیسے سورج اور اس کے سیاروں کے درمیان، انجم کے مرکزی حصہ میں جس کو ”تھو بکھس“ سمجھا جاتا ہے اس کا تقریباً تمام مادہ مرکب ہوتا ہے اور اسی کی شکست و رجعت سے انجم کی تابیت بھی بدل جاتی ہے۔ اور ایسی توانائی بھی حاصل ہوتی ہے۔ سب توانائی ذروں کی ایک کثیر تعداد دریافت ہوئی ہے جو دردی ذروں یا ایک مادہ کی ذرہ اور شعاع (Radiation) کے اسی قتال کے دوران نمودار پڑتے ہیں۔

کیمیائی عناصر سے متعلق سلفہ تصور یہ تھا کہ وہ ایک خاص جسم کے مادہ سے حلقے ہوتے ہیں اور ان کی فضا اور تابیت ایک ہی ہوتی ہے، جیسے ہائیڈروجن یا آکسیجن یا سوڈیم وغیرہ، چند سال قبل تک خیال تھا کہ ایسے کیمیائی عناصر کی تعداد ۹۲ ہے اور ایک عنصر کو دوسرے عنصر میں تبدیل کرنا ہی صراحتاً ہے جس کی تلاش میں لڑتہ و سلی سے متعدد کیمیا گروں نے اپنی عمریں ضائع کیں، لیکن آج کل یہ کیمیا گری تجربہ خانہ میں ہر وقت کی جارہی ہے اور بعض عناصر میں قدرتی طور پر بھی ہوتی رہتی ہے، ایک عنصر کے مختلف بر وہ ہو سکتے ہیں۔ جن کو (Isotope) کہا جاتا ہے اور تجربہ خانہ میں مصنوعی طور پر صرف (Isotope) بلکہ نئے عناصر بھی بنائے جا رہے ہیں اور گزشتہ تیس سال میں تقریباً چار دسے عنصر اور نیمے سو لوہے بنائے جا چکے ہیں۔

اسی طرح پڑیں اور مکان کے جدید تصور کو بیان کرنا ضروری ہے۔ آئن سٹائن نے ۱۹۰۵ء میں نظریاتی اور تجرباتی دونوں قسم کی وجوہات کی بنا پر بتایا کہ متعلق مکان اور متعلق زمان کا تصور جس کو نون اور اس سے قبل فلاسفہ اور علماء نے پیش کیا تھا، قابل قبول نہیں رہا۔ آئن سٹائن نے ثابت کیا کہ ”واقعات کا ہم وقت ہونا ایک انسانی چیز ہے، ایک مشاہدہ کے لئے جو واقعات ہم وقت ہوں ضروری نہیں کہ دوسرے مشاہدہ کر کے کے لئے بھی ہم وقت ہوں بلکہ یکے بعد دیگرے ہو سکتے ہیں۔ انہ صرف یہ ہر وقت کے ہر ذہن کی شرما کا بھی وقت دونوں کے لئے یکساں ہونا ضروری نہیں، غرض آئن سٹائن نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زمانہ بھی وقت کوئی متعلق نہیں بلکہ انسانی ہے۔ ہر مشاہدہ کا ایک خاص ذاتی وقت ہوتا ہے اور اگر وہ مشاہدہ ایک دوسرے سے انسانی حرکت کر رہے ہوں تو ان کے

وقت بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔

اسی طرح مکالمہ بھی فائدہ بھی مطلق نہیں بلکہ مادی سے یہ کہ وہ آخر۔ اشیاء کے اور مادی کا مادہ کے کوئی قسمی میں جب تک ہے۔ مادہ ہائے کہ کسی خاص وقت کے سے یہ مادہ پانچواں ہے۔ لوگوں میں پانچواں جس کا تعلق کوئی ہے۔ اس کا کہ وقت خود ماضی ہے اس لئے قاطع جو وقت پر منحصر ہے۔ مادہ ماضی کا۔

احول : اوقات پہ اس وقت ہے سب کچھ  
مرکز ہے سب کچھ کا ماضی اور مکالمہ اور  
(اقبال)

عرض نظر یہ صحبت کی راہ سے مکالمہ اور مکالمہ مطلق اور ایک دوسرے سے آزاد نہیں بلکہ اضافی اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ کائنات میں دو مختلف چیزیں ہیں مکالمہ اور مکالمہ نہیں بلکہ ایک ہی سے مکالمہ۔ مکالمہ پائی مانی ہے۔ جس میں مکالمہ اور مکالمہ لہجہ ہیں اور ایک ہی حیثیت دیکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ۱۹ویں صدی تک یا کچھ سو ۱۹۳۳ء کی تصور رائج تھا۔ اس کی جگہ پہ چار۔ ابعاد (Dimension) ہیں جس میں کہ کہ کائنات محض متناہی اور متناہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وقت پر مشتمل ہوتی ہے اور کچھ قدر کا مشتمل کر کے کے سے صرف اس کے جانے توں کائنات کا کوئی مکالمہ یہ بتانا بھی سہی ہے کہ وہ قدر کس وقت ضروری ہے۔

نظر یہ صحبت کی راہ پہ ثابت ہے ایک نتیجہ یہ بھی دیکھ لیں کہ ایک مشق کے لئے کسی بھی شے کی میت میں جو اس مادہ کے ساتھ سے حرکت میں ہو۔ ماضی ہونا لازمی ہے۔ تجربہ سے بھی اس نتیجہ کی تصدیق ہوتی ہے اس طرح کیت اور اس بھی اضافی اشیاء پر قرار دیا گیا۔

یوں ہے مکالمہ اور مکالمہ کے ساتھ وقت کا بھی مطلق تصور یہ تھا۔ جس پر ہم نے اپنے اپنے ہیں کہ مکالمہ اور مکالمہ کیت اضافی مفہوم ہیں دو مختلف مشق اپنے اپنے نظام میں اس کی مختلف نتیجہ حاصل کرتے ہیں۔ وقت بھی چونکہ مادہ اور کیت پر منحصر ہوتی ہے اس لئے

سب نظر یہ صحبت اور وقت کے لئے اس میں سے متبادک ماضی مکالمہ اور مکالمہ کی طرح وقت بھی ایک اضافی تصور ہے۔ جو اس سے بھی جسے مادہ کر آتی ماضی کے بارے میں کہ عینکہ تصور یہ ہے کہ وہ اور حقیقت تک پہنچ رہی ماضی میں۔ کائنات پہ کرنا ہے۔ وقت کوئی مادی شے نہیں جو مکالمہ۔ ماضی سے عینکہ وہ مکالمہ ماضی۔ ماضی کی ایک حالت سے جو ہم کو وقت کے طور پر محسوس ہوتی ہے جسے کچھ ہے اور مادہ میں اس کی قیاسیہ مکالمہ ماضی کی حالت کے علاوہ ہے نہ کائنات ہے۔ عینکہ وقت کا مفہوم۔ علی کر کے سے کوئی مادہ نہیں بلکہ مادہ کوئی کچھ مکالمہ ہوتی ہے۔

اس کا کہنے کے لئے چند مثالیں مفید ہوں گی۔ ایک باقاعدہ پہلے سے نکل کر وہی میں پہلے ہوئے مسدود میں جا کر جب کہ کچھ ہم کہتے ہیں کہ دریا کو مسدود سے مشق ہے اور اس مشق کی وقت پہلے کو عینکہ کرتی ہے کہ مسدود میں جا کر۔ ہم بھی کہیں گے کہ یہاں مشق کی وقت کا مفہوم اس طرح کا بغیر ضروری ہے۔ وہاں سے میں کہیں کہ مسدود اس کو بھیجتا ہے جو اس لئے رہتا ہے کہ اس مقام پر میں کی قیامت میں اس طرح کی ہے اور یہ اس کے لئے آسان ترین راستہ ہے۔

اسی طرح کسی قسمی کی حرکت کے مشق یہ کہنا کہ حرکت ایک وقت کی واحد سے ہوتی ہے بغیر ضروری وجوہ کی پہلے کرنا ہے۔ جو عینکہ جھٹکا ہے کہ ہم جہاں واقع ہیں اس کے لئے کرنا کہ مکالمہ۔ ماضی کی حالت ہی کچھ کہیں کہ ہم کا مکالمہ عینکہ رہتی رہتی ہے جو اس اعتبار کرتا ہے۔ میں مگر سوچنے کے لئے کہ ماضی سے قیامت کی کیا ضرورت ہے کہ مکالمہ اور عینکہ کہ سے درمیان تھپاہ کی وقت فرض کی جائے کہ جہاں کہ عینکہ رہتی ہے۔ یہ کہیں کہ کہ جہاں کہ سورج کے اطراف مکالمہ۔ ماضی ایک خاص حالت میں ہے اور اس مکالمہ۔ ماضی میں میں اپنے مکالمہ عینکہ راستہ پر رہتی ہے اور وقت تھپاہ کا کوئی اور واسطی نہیں ہے۔

کی قسمی نہیں۔ ماضی سے اور جیسے صحبت سے عام طرح کی بات پر اس ماضی سے یہ تھپاہ نہ کیا۔ ہم اس کو "وقت" کہتے ہیں۔ ۱۹ویں صدی عینکہ ہر قسم مادہ مکالمہ ماضی کی ہی ایک صورت ہے۔ کائنات کی سب سے پہلے ماضی کی مکالمہ۔ ماضی میں آسان ترین



سفر کی میں دیکھ چکی ہیں۔ یہی میں نے وہاں سے کاعدم نہیں کا صوں میں  
 مدد و تحریک کے کارآمد رہے۔ سفر کی میں دیکھ چکی ہیں۔  
 دیکھ رہی تھی کہ اس میں ان کی فوج کو کیا کیا کام پڑا ہے۔

پند کاش گم نهوا نور ست  
بعد از آن نور ناف آید و نیز است

(بانی)

جو حال حسبِ ہدایت اور برکت کے پرستاروں کا وہ عظیم چہرہوں سے ناموس کی  
جہازوں پر قائم کیا یہ نوٹ کیا تو یہ کائنات کی حقیقت پر غور کرے، اہل سب سے متعدد  
مکافرتوں کی شدہ، چاروں مصلحتوں کی تسبیح و تہلیل سے فی دہ میں اہل نہیں اور  
کہ نہ کم ایک ہر گز کمالی دہیں Universal Mind کو تسلیم کرنا ضروری ہو گیا۔ حضرت  
مونا عبد لہادی نے اس حقیقت کو اپنی کتاب میں دو کی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس  
اصحاب کے لئے خواہ جس اور لینا ہوئی کی حقیقت پر مضمون رقی سے مرعوب اور متاثر ہو کر  
جہاز کی کمرہ کی کائنات، اور یہ ہیں یقیناً حکم حاصل کرے۔ خود یہ حرکت میں نہایت پائے  
کا سال صیانت کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مونا کا یہ ایک نہایت اہم اور قابل  
تفصیل کارنامہ ہے، جو سب نے اس کمرہ میں اس قدر محنت سے شادمانہ اشتہار سے انجام  
دیا ہے اور اس کے لئے واقعی خدمتِ خدا اور خدمتِ عبادتِ خالص ملگور ہوئے۔

عق

محمد رضی اللہ عنہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

## ”مقام آدمی“ یا خود شناسی

توحید و احترام آدمی

باجر شاعر مقام آدمی

”آدمیت“ کیا ہے؟

کسی حقوق کا صحیح مفہم آدمی کا ہے بچے کی صحیح صورت ایک ہی ہے۔ عقل و  
دھرم، ایمان و یاس، اور اس سے پہلے کچھ اس کی توحید، خصوصاً عقل و اہمیت کے تقاضوں  
مطابقت کو سمجھ جائے۔ جو اس کی مطابقت کی تفصیل، تکمیل اس کے خصوصیات و شعاری  
وجود و نمود کا مفہم آدمی ہوگی۔ انسان یہ کسی موجد و مخلوق کا ہی اپنی انتہائی اہمیت و انفرادی  
ہمت کے حصص سے محروم ہو جائے گا، چنانچہ اس کی ہمت کو محنت دینا ہوگا۔ کچھ چرچائی  
سے باہر اپنے اس کی قسمت و قیاس پر کمر باندھ کر رہائی ہوگی۔

انسان جو تعلق آدمی میں عہد کی اور انفرادی نام کی یہ ان تعلقوں اور جاری ہو جس قدر انہوں کی  
فرمانوں کے یہ جو، کم و بیش چلی دیا جیسے، انفرادی و اجتماعی ہے جتنی اسطرح، یہ ایک آدمی  
قوی دہیں، ان تعلقوں، ان تعلقوں کا خاکہ ہو کر رہی ہے۔ اس کی تعلقوں اس تعلقوں  
سے محرومی یا نام نہاد بنی، یا کچھ کی چوری کارنامہ میں نہیں ملے۔ وہ محرومی اور عوامی مال کی  
رہنوں اور فرمانوں سے جو تعلق دہیں یا باخبر آدمی ہوگا قریب ہے۔ اس کے اور آدمی  
داخل کو اور انہوں کو، کچھ تعلقوں میں یا سوسائلی حالت سے اس کو تعلق دہیں یا تعلقوں سے۔

اس کے سامنے کے اور سے تمام سبکی سے پہلے اصل سوال یہ ہے کہ اس کے  
کہ سامنے کے آدمیوں کو اس کی حیثیت سے اس کی حاصل فائز یہ ہے کہ طلب و تعلیمی سے یہ  
ہر کی تہذیب و تعلیمی سے اس کی اہمیت کو کسی اور اسے تعلیمی و تعلیمی سے تعلقوں میں یا  
ہر کی



عے مئی ۱۹۴۰ء کو لکھا ہے کہ میں نے پہلی بار "انجیل" کے کلمے کو سنا تھا۔ "خود انجیل" کے  
مقدس نسخہ، اسلام کے وجود پر "خود انجیل" میں "اسلام" کے کلمے نے "خود انجیل" کے کلمے  
کے تقاضے میں اس انسان کو کیا کسی حد تک دے دی تھے۔

عرض پر چاروں سید جہاں کے مقصد مدعا کا ارادہ تمام تر اس کی ان امتیازی خصوصیات و صفات اور ان ہی خصوصیات پر ہوتا ہے، تاہم اگر اس طرح اس لئے تنقید کے مقاصد میں صرف اس کے ساتھ مخصوص یا صرف اس کی امتیازی و خصوصی خصوصیات پر ہی ہوتے ہیں، لہذا ان کی خاص اقسام امتیازی خصوصیات کی اساسیت کے مد نظر کائنات میں اس کا محل و مقام اور اس کی رہائی کے سارے مسائل کا صحیح حل معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے معلوم ہونے کی بھی بات یہی ہے کہ دوسری تمام مخلوقات کے مقابلہ میں اپنے نکل و فروزنی امرونی وصف کے خلاف سے آفرینش یا اس کی حمایت و قومیت ہے کیا؟

[illegible]

انسان کی نامحدودیت پسندی ۔

پانچ سو سے آٹھ سو چھ سو تالیس سو تیرپن سو کی کڑی پکڑ تھی۔ پانچ سو چھ سو تالیس سو تیرپن سو کی کڑی پکڑ تھی۔ پانچ سو چھ سو تالیس سو تیرپن سو کی کڑی پکڑ تھی۔

[illegible]

کاشغری کا انتخاب خود سال نے پہلے ہی توہین اور تمسخر کر لیا تھا کہ جاتے ہیں کہ  
اس کے مرائی و تہ تیغ اور شہادت کی کوئی جگہ ہے۔ دوسرے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کے جانوروں کو  
بہرہ بخشے ہیں اور سب سے پہلے انہوں کو روٹی کو کھانے کے تیل سے کھینچا ہوا اور وغیرہ کی  
پیداوار کو اس سے چھپا کر شہر بہا رہا ہے۔ کچل خوں اور روٹی کی ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ  
سے آتی تھکے۔ یکے اور ایک کا شہادت کی۔ کسی قیام چل کر وقت ہو گیا۔ اختلاف اس کے سال کی  
کسی حد پر دہشت لینے والی فطرت سے ذراعت کے کسی انداز کی ظہور و نباتت پر کیا جیس جی آج  
تک اس کے شعبہ میں طرح طرح کے نباتات و جانوروں کا قسم کی ایجادات کا سلسلہ  
نہ صرف جاری ہے بلکہ کسی حد پر بھیڑ رکھے ہیں۔ ان کے بعد وکیل کے تم کے قیام  
کچل جی کو کہ بعد انہوں نے لکھتے، خوب ہی سے نہیں کے ساتھ سے بھی زندگی  
جسں بچت کر لے شوق سے لکھا گیا۔ مگر اس کی کھانسی سے کوئی جسم نے بھی خود کام کا  
یہ دہشت کی۔ لکھا، دوسری طرف سال کی یہ قرار دے کا یہ عالم کہ اپنی ہی خود  
(اور انہوں) میں کیجئے ہیں کہ کسی کھانسی دہشت کی ایک جسم پر انہوں نے کیا فطرت کا  
قلمی نے کوہانوں، اوتوں، حور، توب، شگنوں اور قدوس کی یہ ہر قسموں پر تمہیں پہ







مکان ہے۔ حرم یہ کہ میوہ دہائی کے سارے کارخانہ کی خصوصیت یکہ کی حالت پر قرار  
موجود ہے جس بہت {instinct} جس طرح اس طرف چلتی رہتی ہے کی طرح کی  
طرف پھرتے رہتے ہیں۔ اس روئی سوسا اپنے جسمی اہل حرکت کے مقصد و ناک کا  
اراک نہیں رکھتے، وہ گواہ کے بہت سے جسمی اہل کی حرکت انگیزی کی سانس کے سے  
یکہ سراسر دے، تاہم انا مسلم کہ کسی مقصد و مراد پر ہی کسی حاکم کا بھی شعوری  
مقصد و مراد کے ساتھ اس کا شعور نہیں ہے۔ یعنی حواس کے انضمام اپنے اہل کوئی کی اس  
غرض و غایت کا کوئی شعور و ارادہ نہیں ہوگا جس کے لئے وہ اس کو انجام دیتے ہیں۔  
مثلاً ۔

”مکڑوں کو کوکر وہ پتے میں جن چوں کے لئے بلا متعین کرتی ہیں  
وہ کو دیکھ تک صیب نہیں ہوگا۔ پتے میں جہاں انڈے دیتی ہیں  
کیزوں کو تک مار کر بے کار کر کے ڈال دیتی ہیں، پھر خدا میں باپ  
اس طرح غائب ہو جاتے ہیں کہ لوٹ کر چھتے میں بھی قدم نہیں  
رکھتے ورنہ اسے گھٹے کیزے کو پیدائشوں کی نواہی کے لئے ہی کے  
پیدا ہونے کا انکار کرتے رہتے ہیں، ظاہر ہے اس صورت میں یہ فعل  
کسی شعوری فیصلہ بینی یا مقصد شای کا نتیجہ نہیں ہوگا۔“

ہمت دی ہے کہ کسی راہی سوسا کسی کار کا مقصد و مراد نہ ہو بلکہ بھی نہ ہو تا ہے  
اس لئے حیوانات کے جسمی کارخانے جانے خود کتنے ہی حیرت انگیز ہوں۔ جس یہ ہمت  
ہر حال دہی ہے جسے کارخانوں کی نہیں مرصہ غایت تک کوئی شعوری اور کہ  
اسی نہیں رکھتی۔

انسان ”شعور غیب“ کا امتیاز رکھتا ہے

”خلاف اس کے انسان کی میں“ بات ”تعلیم کا احساس یا شعور غیب“ ہے اس کی

جسائی، اقلی، راجہ کی کسی شان و عظمت میں جو کسی قیام و قرار پر جس اور شعور و نظر  
سبب جہاں کارخانہ ہے کہ یہ ہر حاصر کے پیچھے پیچھے ہونے غائب ہو جائے گئے پیچھے  
مستقل، خاص کا شعوری احساس و شعور رکھتا ہے۔ کیوں کہ پیچھے میں صرف کیوں ہے نہ کہ  
روٹی، نہ پی۔ پی۔ ہر اہل۔ چاہے صرف چاہے ہے نہ پھلجائی۔ چاہے نہ روٹی نہ ٹٹنی۔ ۱۹۱۰ء  
صرف ۱۹۱۰ء ہے نہ جی نہ ٹٹنی نہ ٹٹنی روٹی صرف روٹی ہے نہ سوٹ نہ کیز۔ نہ کہ تانہ  
پانی۔ نہ کوٹ، نہ چٹان، ٹٹنی صرف ٹٹنی ہے۔ نہ دھنسی نہ فیتھ، نہ دروازہ نہ میز نہ  
کری۔ وہ صرف وہ ہے نہ تھوڑا نہ دھنسی نہ کوئی ٹٹنی نہ ٹٹنی کا پڑا چاندی صرف  
چاندی ہے نہ کوئی سکہ نہ زعفران نہ حق۔ یہ سب کی سب اسے غیب یا غیبی حکامات ہیں  
جو غائب چیزوں کے علم میں پوشیدہ ہیں۔ خود میں ان پیچھے ہونے شعور کا شعور رکھتا ہو ظاہر  
ہے اسی کو ان کے علم سے آگہ کرنے کی خواہش اور تڑپ ہوگی۔

مطلب اس تعلیم و فکر کا اس حقیقت کو پوری طرح، جس ٹٹنی کرنا کرنا ہے کہ  
انسان کی ساری ”نسبت“ پاس کا کوئی امتیاز نہیں ہے کہ یہ ہر جگہ دیکھا سکتا یا غیری حواس  
سے محسوس کرتا ہے، اس سے بہت زیادہ، ٹٹنی، فیتھ، شعور و غیری حواس سے محسوس کرتا ہے کہ  
اس حقیقت و محسوسات کو ظہور کے ہمارے علم کے باطن میں ایسے ہے ہر معیشت پہاں ہیں،  
جو ہر دست قطع ہر غیری حواس سے ہوتے ہیں، پھر بھی وہاں کو، مابقی ہر ایمان اس  
درجہ امتیاز، فیتھ کے ساتھ رکھتا ہے کہ دیش پر ”سے کے قول واد سے سے کے لاکھوں  
کر دہوں سال کی اس کی ساری، راجہ کی نام ہی ہے، دیشی و محسوسات معلوم چرک کی جس میں  
دیکھتے یا محسوسات معلوم ہیں حال کے ہمارا فیتھ، مستقل پر یہاں، صیب اور ان کو صیب  
سے شرافت میں“ اسے ہر محسوسات معلوم کو محسوسات معلوم ہونے کی اس تک حکم و جہد  
کا سب سے اس کے ہر جہد کا سب سے حال و حاصر ہوتا ہے۔ دیشی و مستقل۔ جس سبب طلب  
اس کی مستقل کو حال و حاصر میں ہے۔ حال کو فیتھ سے حوصلے وہاں کے بھی مہد او  
مر جی کی جھوڑتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی جھوڑتی چرک کی فیتھ ایسے امتیاز مہد او، اندہ  
وہاں سے اسے اس میں ہو سکتی جس کے اندہ کسی حیرت مہد او، جیسے کہ اس کی۔ دہا۔







جہیز تریں ایزام سلوی کو نام سوچو اور وہی سے ملانی اور جس سے دلچسپ بنے ہیں وہ بھی اسے عجیب و غریب واقعہ ہیں کہ ایک دھک چھپائی بڑا میل لٹی ٹاپہ کی رفتار سے حرکت کرتے ہوئے روشنی کو فن ایزام سے ہم تک آنے میں ایک سو چالیس بیس (۱۴۰) کروڑ سال لگ جاتے ہیں۔ سب سے قریب چاند ہے۔ وہ بھی دھاک چالیس بڑا میل دور ہے، سورج قریب تو کروڑ تھیں لاکھ میل دور ہے۔ تاروں میں قریب ترین تارو (Alpha) (Praxima) غوری یا روشنی کے سالوں کے حسب سے ۴۰ سال کی دوری پر واقع ہے۔ ۴۸ واقعہ شکل جواب دے چکا ہے جب کہ جانتا ہے کہ ایسے سو سو لاکھ (Nebula) پائے جاتے ہیں جو روشنی کے سالوں کے حساب سے سو بیس (۲۰ کروڑ) سال کی مسافت پر واقع ہیں۔ کوئی مانی زمین فن فاصلوں کے تصور پر قادر نہیں۔"

ایک طرف صرف ایک سو راج کے مقابلہ میں ہماری مگر ہر دین کی پانچاخیل کرو اور دوسری طرف میں ایک سو بیس کروڑوں دوسرے سو راج کا جو مجموعہ میں پائے جاتے ہیں جس کو کئی فی نظام کہ جانتا ہے۔ ہمارے کا ثابت یہاں اس تہذیبی نظام پر قسم کیں ہو چکا تھا اس بیس راجوں کے علاوہ تھیں جو ہیں جو ہم سے قریب ترین تار بھی چھ کروڑ لاکھ ہزار سو سال (light Years) کی دوری پر واقع ہے۔ اندازہ لگائیے کہ دور ترین تاروں کا واقعہ ہو گا۔

دیکھ لو کہ حقیر اور جیسے جہاں سے کے خلاف دیو بیکل حیوانات اپنے کھانے پیسے کی معمولی ضرورت دے گی تک میں بہت کی یاد دہی ہوئی حد سے ایک قدم ہر نہیں نکال سکتے۔ لیکن سال کا احساس عجیب اور ناراض طلب نامہ دیت بھی نہیں کہ ضروریات نام کی میں کسی حد تک فہم نے نہیں دیکھ کبھی یا تکریم یا جہاں ضرورت و حاجت کے کائنات کے ایسے دور قیاد سے دور۔ اندازہ گوشت اور کھانوں تک پہنچی جاتا جتنا ہے جن کی

نامہ و کتاب سے خود اس کا دین اور ادا چاہتا ہے۔ تاہم اس سر پر کھانے اپنے اعلیٰ اور مساوی کے یہ سارے دور قیاد سے دور افتادہ گوشے ہر حال اسی کائنات کے جہیز و کھانہ تکلف اندر ملے گا جس کے جسے میں اور یہ اپنی جگہ جس کا توں ہے کہ خود اس پر کی قیاد پانچ لاکھ بیس کروڑ سال کا سب سے دور اور آخری کائناتی عجیب کیا ہے۔ جس کے یہ سارے کے سارے سب سے دور اور اعلیٰ عالم تک مختلف مظاہر ہیں؟

لیکن شاید اس کو اپنی تمام حد پر اور یوں اور تک پہنچا کر اس کے ہر جزو پر بھی کر رہتا ہر نوع دین کو تھا کہ یہ ال اس کا نافی و معنی کے حد ہی اندر چلتا ہے۔ اس کے اندر ہی اندر کے انتہائی عجیب کے متعلق ہے مشہور و اقربا دور فن پر مبنی سامنی اختیار سے وہ صرف یک کر سکتا ہے کہ روشنی سال کی سفر کی چاندروں سے جہاں دشمن وہ شہر اور اندر ملے سو راجات کا مشترکہ سرچشمہ وہ لٹرا کر دورہ مشترکہ معلوم کرتے کر جتنی دور تک بھی چسکا ہو چلا ہے۔ دیکھتے اس میں بھی ہم یقیناً اس کی خود سامنی دلو سے کہاں تک جاسکتے ہیں؟

آگے ۵۸ کی ایک نیا کتاب ہے۔

"اجرام سلوی میں سب سے قریب ہمارے علم و مشاہدہ کے لئے نظام شمسی ہے۔ اس کے بعد چار بڑا میل روشنی کے سالوں تک طوائف لکھتے کا سامنی مشاہدہ مطالعہ اور کھانا دیتا ہے۔ ہمارے روشنی دور دیکھو کی لہر میں جتنی کڑوا جاتی ہیں کہ پڑھیں چلا کہ لب وہ آگے کیا ہے۔"

ساتھ ہی یاد رکھنا چاہئے کہ

"مثلاً آفتاب کو جب ہم کسی وقت دیکھتے ہیں تو وہ آٹھ منٹ پہلے کا آفتاب ہوتا ہے۔ اس طرح قریب ترین کسی ستارہ کو ہم دیکھتے ہیں تو





"انگریز ہندوستان واران کی اپنی دستوں اور ہتھیار کی طرف سے  
قاسموں تک ہم کچھ۔ کچھ خون لگا چکے ہیں۔ پھر بھی ہمارے پاس اس  
مسئلہ کا کوئی آخری جواب نہیں کہ جب کائنات پیدا ہوئی اس وقت کیا  
صورت تھی؟"

میں یہ ہے کہ اس طرح کے سوالات میں ہم سامی مشاہدہ کی بجائے نکل کر تفسیر  
نظریت و قیاسات کی تلاش چاہئے۔<sup>۱۱</sup>  
اور قلبی کمال یہ عالم پاتے ہیں کہ

قلبی کو عجب کے اعداد خدا ملے  
نور کو سلیمان ملے اور سرا ملے  
(حضرت انور)

## آفاقی غیوب کی تھلا

ظاہر رہیں سے آہل تک کی تمام مرقی و محسوس موجودات، مخلوقات میں جو جی مشرک  
نظر آتی ہے وہاں کا جسم جو سیت ہے۔ ہمارے انسانی تجزیہ تصور کو تو ظاہر چکرو ہے۔ اسے  
بڑے بڑے ہوائی جسم و اجرام سے لے کر بیت کا چھوٹے سے چھوڑ دو اور اسے سے سے  
وچ و لنگ پھوڑوں سے لے کر چھوٹی کی بڑی اور اس کا بڑا کھنڈا ہے۔ ان تمام جسم کے کائنات  
سے ہم پانچ پاتے ہیں۔ یہ سب کی سب دیکھنے میں تو اس مختلف جسم کا جسم جو سیت ہی  
کی مختلف صورت میں معلوم ہوتی ہیں، مگر اس طرح بیت کا کوئی نیا ریت ہی کے چھوٹے  
چھوٹے اور بت کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہی طرح پوری کائنات یا اس کی تمام ارضی و ہوائی  
موجودات جو سیت ہی کے صورت کے مختلف اجزاء جو سے کے پتے ہیں۔

دو ہزار سال سے زیادہ ہوئے کہ کائنات کے ہی عالمی وسیع و وسیع جسمانی تصور سے یوں  
میں اندازہ لگاتے ہیں کہ علمی فلسفہ کی صورت اختیار کی۔

"تم جہ کے یک رخسے کو چاہیں کہ خاک ہمارے سینے ہو، اونچے بھر چلی  
کو جیتے تصور میں چاہو اسے سینے ہو، جیسے خاک سے خاک کرتے  
تصور سے پاس موجود ہوں اور اس کی تعمیر و تفسیر کرتے چلے جاتے  
ہو، لیکن بلا آخر نہیں کہیں اس سلسلہ تفسیر کو رک چنا چاہے کہ  
ہر باتوں کا خیالی تصور کہ (واقعی جسم) ایسے ہی آخری نتائج ہیں  
تفسیر و تفسیر سے مرکب ہے، جن کی کتب طرح تفسیر و تجویز نہیں  
ہو سکتی، یہی لفظ "علم" اسی واقعی تفسیر و تفسیر کا نام ہے جو ہر باتوں  
میں مکان میں حرکت کرتے کرتے حلقے سے آہیں میں مل کر حلق  
جسم کے مرکب (واجہام) کو جم دیتے ہیں، جس کا نام ہماری دنیا  
کائنات ہے۔"

انہی (سارے) کے جس سادہ و سلی چٹائی تصور کو کوئی دو ہزار سال بعد کثرت  
(انیموس) صدی کے لوگوں میں فلسفہ کے تصور ماہر کیا چاہا، اس سے زبردست تامل  
سامی تصور (Hypothesis) کی حیثیت حلقہ پہلی و غیرہ کسی جسم کو سب تفسیر اور  
تفسیر کرتے ہیں۔ اس کی چھوڑ دو تک پہنچا چاہے کہ سب کچھ اس کی طرح تفسیر و تجویز کی  
جائے تو اس کو پہلی پیمانیت جسم کو پاتے تو اس کو پہلی کائنات (کسر) (Molecule) کہ  
جائے گا، سب اس سادہ (کسر) کو اگر مزید چھوڑا جائے گا، اس کی کتب تفسیر و تفسیر کی جائے گی جو  
دہ ہزاروں کے وسیع فضاء جسمانی اجزاء ہوں گے۔ اس کی کتب تفسیر و تفسیر کی جائے گی جو  
تفسیر و تفسیر کے آہیں تمام فضاء کا ایک کونڈا جسم جو عصر کے دور سے پانچ  
تفسیر و تفسیر کے۔ یہ لفظ "علم" جس کو ہمیں کہتے ہیں اور جس کو ہم کہتے ہیں جو عصر  
میں کیا چاہا، یہ دور میں کیا چاہی ہو پر جس میں جو دیندار جس کے دور تصور سے مل  
رہا ہے اور اسے جو ہے اس میں ہر کتب و تفسیر و تفسیر کے آہیں سے عناصر کی  
حد۔ یہ ایک اپنی جگہ سے اس طرح علم نام ہے اب کسی





ہاتھوں میں چھوٹا کتاں کسر و عہد اور ہر طرح کا قتل و قاتل مورد تصور سے چلتے تھے۔  
 ہے ایک کہ یہ ایک ماں کے اس لاکھوں حصہ سے بھی زیادہ ایک اپنے سے بھی  
 بڑا روں گنا چھوٹے ذرات سے مرکب چھوٹے تھے۔ جس طرح

”مخلوے، انسان، سونہ، کھجور، پانی، گھی، مسند، پتھر اور ہر چیز  
 اور سارا مادہ ایٹموں میں چھل ہوتا ہے، اسی طرح سالمیت حقیقی

ثبت برقی پاروں (Chargen) یعنی مادہ برقی چارج کے ساتھ  
 نہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ سارے کی اس چھل چاک ایک حریف عیب وریب کی دریافت سے کائنات کی  
 نسبت لکس جنات ہی میں ختم انقلاب نہیں رہا کر یہ کچھ طرہ گہری کو اس سے کا  
 حد ۱۱ ہے، کہ کائنات کی تعمیر میں مادہ سے بے انتہا زیادہ حصہ خدیا کتنا چاہئے کہ ہم مادہ  
 کی اس سے سے ہم کا ہے مادی سالمیت کی محدود مادی حد مادہ میں جرتے پھرتے  
 ہیں۔

”ہر سال میں سب سے زیادہ حصہ خلائی حد کا ہوتا ہے۔ لہذا کائنات زیادہ جتنا  
 غلبہ ستاروں کے ذریعہ (لاکھوں میل کا) مثلاً انسانی جسم کی ترکیب و  
 تشکیل میں جتنے ایٹمز ہیں، یہ وہاں شریک یا داخل ہیں جن کو اگر اس  
 طرہ سے دیکھیں جس میں ہاتھ ۱۱ دیا گئے کہ درمیان میں کوئی جگہ بظاہر  
 رہے تو اس کی حیثیت بس ایک پیسے چھوٹے سے دھبہ کی وہ جہت کی  
 جس کا دیکھنا بھی دشوار ہوگا۔ ہر سارہ چھوٹے چھوٹے پر گویا ایک نظام  
 حسی ہوتا ہے جس میں آفتاب (مرکز یا دھڑل) کے گرد سیارے یا  
 ایٹمز جن حرکت کرتے رہتے ہیں اور ان کے ہاتھ لپٹا کی ہی خود خالی  
 جگہ پائی جاتی ہے جتنی غلبہ سید اور آفتاب کے دور میں۔“

جس سال کا پھوٹے پات سے ہم کسی کے سر کی قدر یا کوئی حد تک درست  
 سے کا ہم کہ Eddington کے ہی۔ جس ایک کوئی ہی موہ و مٹا ہی مثل

اور۔ چاہے ہے کہ سارے کے اندر وہی حقیقت کا سوا کچھ ایسا ہے جو مادی، جس کی ساری سے  
 ہر ہے۔

لوہے کے جت جت تا تمام قہار سے کا مادہ اس نام سارا خود مادی کائنات کا کوئی حصہ  
 سانس چارہ نہیں ملکہ خود سانس وہ بھی صرف اس کی موجودہ ساری کی حد تک اس کی ہے  
 پناہ وسعت پر مبنی اور اس کے بخار یا مادہ کے فضائی عیب وریب کی جو نوعیت معلوم  
 کر سکتے ہیں، اس کا ایک بہت حد تک ماکہ، یہ حد مقصد کے سے پیش کر دیا ہے۔ اور  
 سانس ہی کی دہان سے اس کو چند سطروں میں پھر اہل نشین کرتے ہیں کہ ایک سرے

۶۔

”اس کی سہیلی وسعت، ناقابل تصور فاصلے اور جہد قیل میں نہ سارے  
 اصل سطروں کی سالمیت، سورج اور ستاروں کے انسانی قدر قامت۔  
 اور سرے سرے پر لا انتہا سفر یا چھوٹائی کا یہ عالم کہ سارے دہان ہی ناقابل  
 تصور حد تک چھوٹا ہے جیسا کہ غلبہ ناقابل تصور حد تک لالہ پانی کے  
 ایک قطرہ میں لوہے کے گڑاں سالمیت پاتے جاتے ہیں، پھر اس سارہ  
 کے اندر اس سے بھی چھوٹے چھوٹے ایٹمز برقی ذرات ہوتے ہیں  
 جن کے ہاتھ لپٹا کئی ہی لاکھ مادی خلایہ یا فاصلے پاتے جاتے ہیں۔  
 جیسے آفتاب اور اس کے سیاروں کے ہاتھ پھر ساری کی جاتے خود اپنی  
 تک اور اپنی فراخ دنیا کے اندر عقل کو یہ دکھائے دیا ایک مسلسل  
 ذرا اندہ چارے ہے۔“

اور سارا سرے کے ایک ہر صرف ایٹمز ہیں، وہی دوسری جسم روگے میں پھر ایٹمز جن  
 دہر دہل کے کشاکش کے اس سال ساری مادی، وہی ایک پھر جسم کا پتہ چاہ جس کو اس سے  
 باہر دیکھ کر کچھ ۱۱ سال بعد ایک اور جسم کے رت کا پتہ چلا جن کو پھر اس کا نام دیا گیا۔  
 آگے چل کر کوں کہ سکتے ہیں کہ کیا جاتا ہے۔ پتہ کا ہر سوں گے وہ بھی صرف ضابطی



کیا ہے اور اس میں ہے حد بخیر و خیر یعنی اگر کسی کو چھوٹ دی جائے  
خیال ہے کہ یہ شے ایک ایسی کھالوں یا کھنکھالوں کا مجموعہ ہے جو چھوٹا  
ہے اور یہ شے اسکی اور ہے کہ انسان نے اس سے زیادہ قائلے پر کوئی  
شے نہیں دیکھی ہے اور اسکی تیزی سے چل رہی ہے کہ جس کا اندازہ  
محال ہے۔ یعنی تقریباً روشنی سے نصف رفتار ہے۔

اور یہ آخر انداز کچھ ہے کہ جس نے اس میں غلطی کے لحاظ آتے ہیں  
کر دیئے ہیں جن سے اس کا کافی پائے پر ملاحظہ حاصل کا تعین کرتے ہیں۔  
اب تک ماہرین غلطی جس تکلیف سے کافی رفتار حاصل کو مانچے  
رہے ہیں اس کو سائنس کی دنیا میں "ریٹ شفٹ" مانا جاتا ہے جو جڑ  
یعنی بخیر و خیر سے باقی ہے اسکی اس شے سے موصول ہونے والی  
روشنی کو اس طرح کے سرخ رنگ کی طرف مائل جاتی ہے۔"

اگر سائنس کے عام کی حیثیت سے ملاحظہ ہو تو اس میں پہلا قول کے آگے "معموم ہوش  
مردانہ" بھی حقیقت کی راہ دہاتی ہے اور اسے سائنس کے لئے کام کی بات یہ ہے کہ "علم  
ہوش رسانی" کا نکتہ بھی ہماری ہی کا نکتہ ہے اس نظام و سوچ و بات کا منہ ہے جس کے  
عقلی نظام کے صرف ایک حقیر حصہ ہوش پر ہم کوئی توجہ نہیں کی بلکہ خود ہمارے سوچنے  
کے مقابلے میں مگر کے ایک دانہ سے زیادہ نہیں تو پھر ہماری ناپید انسان کا نکتہ کے مقابلے  
میں اس کی سہ ماہی کو صفر کے سوا کیا تصور کیا جائے اگر یہ پھر بھی یہ صرف انسانی  
کا نکتہ ہے اور اس کا عالم شہادت ہے اور اس کی لا حدود توری سالوں والی اور چار پانچ سالے  
دانشہ جہاں ہوشی بھی تمام تر اسی ہمارے عالم شہادت کے دور سے دور افتادہ گوشے ہیں اور  
اس عالم شہادت کے جس ہوش رہا نہیں تک ہماری عقلی یا سائنسی حقیقات کو شرمسار رہتی  
پانچ دہائیوں تک سب سہ سال اس عالم شہادت کے اندر ہی داخل کے شوق ہیں۔

چنانچہ انسان کی غیب جی کی بات تو اب بھی جڑ کی توں رہی اور سالوں کے سوال  
سب سے پہلی اس سوال کا جواب توہ مستور رہی رہا کہ اس ہماری پوری قوم کا نکتہ پارسی

ہوا ہے کہ ہمارے کے ہمارے عالم شہادت کا مجموعی حیثیت سے اور دیکھنا بھی مستعمل  
سب سے پہلی اور سب سے آخری غیب کی ہے "ہوش پر سائنس" کی سائنس  
کے لئے بھی وہی ہے جو سائنس انسان کے لئے تھا کہ۔

"کولڈ توخریں کہ کتاب اللہ است"

یہ کتاب کا نکتہ ہم کوئی ہی اس حال میں ہے کہ اس کے قول کا چہ ہے۔ آخر کار  
ہمارے لئے سب سے اہم واقعہ اس کا غیب اس کا نکتہ ہے اور دیکھنا انکار و ہام ہی کا  
غیب ہے۔ اس لئے کہ ہم اس کے چاہنے پائے ہم خود ہے انسانی مقصد و سہماں میں مقام  
(Man's Place in Nature) کو اس کے لئے کیسے معلوم کر سکتے ہیں۔

پوری کا نکتہ و عالم شہادت کے لئے اور آخر کے انسانی غیب اور اس کے طور کے انسانی  
ہوش کے سوال کو حل کرنے کی وہی صورتیں ہیں۔ تو خود عالم شہادت کی عدولی شدت و  
اور عام عقلی تجربی و سائنسی و عقلی طریقہ ہی سے اس کا کھنکھانے یا سائنسی طریقہ تجربہ  
سے ہمارے ہر دست کوئی اور ہر دور یہ علم ہوا کسی "کتاب" کی یہ مثال کے درجہ  
میں بہت جلدی ہے جس کے ہمارے آخر کے درجہ کا ہر دور ہوا کسی کتاب کے مصنف  
تعمیم، مقصد، تعریف و غیرہ کے سوالوں کے حل کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ خود  
اس کتاب کی زبان خاص معانی و مہارت و غیرہ کی عدولی شدت تو ہی چھل میں سے قومی  
طور پر جہاں تک ہو سکے اس سالوں کا وہ چاہیں کیا جائے اور ہر ایک شہادت سے پاک  
عقلی و عقلی طریقہ ہے اور اگر کہ خود مصنف کی نفس ہوتی رہا راست کوئی کسی کتاب کسی درجہ  
سے مل جائے جس میں خود اس نے ان سوالوں کا جواب دے دیا ہو۔

کتاب کا نکتہ کی عدولی شدت تو ہی کو ہیجیت کی ہو سکتی ہے کہ خود ہر حرج و مرج کی بہ  
چار چار میں اس کے اندر موجود ہیں۔ خواص و سوجود ہی کی عقلی یا سائنسی یا تجربی یا عدولی حقیقت  
و حقیقت، حقیقت تجربی سے ہی کی بہت کم شہادت کے ہوش میں بھی ہوتی کسی کی شہادت کو  
معلوم کر رہی ہیں کہ خود کم شہادت کا وہیں مدد و مدد معلوم ہوتی ہو اور اس کو اس کو نہیں کی  
کسی اور عقلی شہادت کو کہ عالم شہادت کا انسانی غیب پار۔ آخر مدد و مدد فرج کی ہیں۔



مگر آپ سے دیکھا کہ اس انٹرویو کی قیادہ کمزور ہے، مگر عوامی حلقوں میں یہ سیدھا ہو گیا۔  
جن کو گویا کا نام دیا گیا وہ شور مچا گیا، پھر کہا جانے لگا کہ "ایمریٹائی" (Immigrants)  
ہو کر رہ گیا ہے۔

سب سے پہلے جسم کی طرف پوری دھیانی کا نیت کے جسم سے اگلی طیارہ میں جلد کو  
کمال پوز کر ڈھانڈھ لیا جس کو کہ جسم اور جسم کے ساتھ تیار ہوا ہے۔ جسم پر پوری دھیانی کا نیت  
کی وسعت کو ایک مرتبہ تیار کر لیں۔

”خیل آگہ سے جو سترے دی گئے چائے تھے، ان کی تعداد کم از کم سات  
 ۳۰ سے زائد تھی اور وہ ان سے سات کروڑ (ستر لکھن) تک دی گئے  
 جاسکتے ہیں۔ اور نو نو کرف میں یہ تعداد نو لکھن تک چا سکتی ہے۔  
 لیکن جو عرش کر دینے والے یہ اہل واصل میں ہر دن غلامی شروع  
 ہو جاتے ہیں، چار کروڑ (سیول لکھن) کا بے غور مریوں کو ب (میر  
 اوزن لکھن) سترے پائے جاتے ہیں۔ انسانی ذہن کو پکارا دینے والے  
 اہل و شوہر کی ہر گز مدافعتی پیکر و معلوم ہوئے گئے ہیں۔“

یا مگر دماغ کی اس پیپلولار کے آگے ہی نہیں کہ ۔

”یہ باکلی یسین اللہ وہ شہید بھی جائے خود کچھ اور کچھ ہوا کروا جاتے ہیں۔ جب ہم ان کے محتاج میں کائنات کی اس وسعت و پستی کا خیال اندازہ کرتے ہیں کہ ان ایسوں کھربوں ستاروں، گلیکسیوں، سیاروں وغیرہ کی مملکت کائنات کی وسعت میں ایسی ہے جیسے کر زمین کو ایک بالکل خالی کمرہ فرض کر لیا جائے تو اس میں اللہ کی ہوا کی۔“















صدی تک کے پرانے تصورات کی عین حاضری دنیاوی طور پر کاپیٹ  
ہو چکی ہے۔ گرجہ انقلاب پرانے ہی استعمال ہوتے ہیں جس کی وجہ سے  
مطلب بالکل بدل گئے ہیں۔ موجودہ طبیعیات (فزکس) کے بارے  
میں سب سے زیادہ اچھی بات جو (Substance) میں مشکل ہی سے  
کس مٹا سکتا ہو رہی ہے۔

”قدیم حقیقت میں مکان کو ایسی سے تین لکھویں ہم جنس (Homogeneous) عرب خیال کیا جاتا تھا جو اپنے طبعی مضافات سے باہل نہ نکلا۔ مستقل حالات خود پہنچا، رکھتا تھا۔ ساکھ ویر متحرک تھا۔ پہنچا وہاں صحت میں غیر ختمی بھی تھا۔ ہر مضافات سے نکلے جانے تھیں۔ انگریزی بھی اب عمومی انگریزی اصابت کی روشنی میں نکال کے اس سے خاص کو خیر نہ کہ وہ اپنا پاس سے یہ ہم جنس ہی جس کے پاس رہے۔ جدا سا کہ اسے مضافات سے نہ نکلا۔ یہ مضافات ہی مضافات (گونا گونا گوت کا سبب آگاہی کا قدرہ ہو گیا ہے۔“

24

حکایت کے عموماً طرز میں علامہ (The Full and Empty) کے فرقہ افراز کا کلی شدت سے انکار کیا گیا ہے۔ علامہ اس نتیجہ پر حرج و مرجاء Corpuscle کے روایتی تصور کی جڑ توختی میں قبضہ نہ کر سکی۔ علامہ نے مئی ۱۹۲۸ء کے دور کوئی ایک خط میں علامہ کی سبیل روایتیں جو روایتیں آپس کے علاوہ سے ہر اور کوئی بات منکر نام کو یہ نئے نئے کائنات میں روچا جاتا کہ وہ کسی حکم میں (Matter in Space) سے جب کہ کردہ حکم میں، صحیح

سقی میر "رہا۔ سہار" کی مقامی ڈاہواریوں میں قصیدیں پانچا

اور لیجئے جن کو کبھی مادہ کے ٹھوس ذرات سمجھا جاتا تھا ۔

گنا میں سے اصل ذرات ایسا وقتاً قاب ہو جانے والا ٹھہرا (Duration) رکھتے ہیں کہ اس کے بے درات کا ختمہ استمال کر: مکی شعاع کو کہ ہے۔ گنا کہ: کمال تھیں طوری ختمہ دینے مری کے مٹی سے ملتا ہے۔ اسی لئے کہ درات کو درات کے جانے و اوقات (Events) یا لہذا سے واقعات ذرات (Event Particles) کہتا درست ہوگا جیسا کہ اہل بیت نے کجج کیا ہے۔"



اکیس خودیسی ذرا گنہ حرف ہے کہ دوسرے مشاہدہ میں کیا جاسکتا ہے۔  
جیسا کہ شہرہ گنہ سے اردو میں ہے۔ مگر یہ عمل نہیں کیا جاسکتا،  
جیسا کہ جہانگیر کے اصول سے جھٹکاتا ہے تو چاروں ذرا کے  
برائے تصور میں ملتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ تب تک اس کے صورت گر حضرت  
ذرا تک ایک ساتھ نہیں ملے جاسکتے۔"

وہ کہ قصور میں ایسی چیزوں کا حرکت کے پرانے تصور پر  
مبنی ہوا اثر ہے، حرکت کا پرانا تصور ایک جگہ سے دوسری جگہ  
تغیلاتی ہوتا ہے، یہ تصور صرف اس سے ملنے والی بات کو نظر رہا  
میں (بازیل غوری) استقامت کا تصور (Persisting through  
(time) کے کو ایک وسیع نظام سے اس لئے الگ کر سکتا تھا کہ جس





جیل کو تختہ کھانگورہ پر طبیعت نے لٹکا کر فلسفہ کی طبیعت کو  
بولیو ہے نہ خیر نہ کچھ نا

اور اس حد تک خیر نہ کہ وہ چاہنا کہ جسم اور چال سائنس مخصوص بلکہ نفس جیسی مسدود  
سائنس شخصیت کا پردہ دار اس پر ہے کہ قانون طبیعت ختم ہو چکا ہو۔ یہ کہ "کافی  
کریم" ہے۔ اس کے سامنے نفس کے جس کے جس کے طبیعت کا بیشتر سے سے حاتمہ  
ہو چکا۔"

تو آئیے ایک اور بانی فرما دیں ہم سائنس سر جیمز (Sir James  
Jeans) کی زبانی اور سائنس کی تاریخ تفصیل میں ملاحظہ ہو۔

"مکمل طور پر فن کی عقیم سڑ ہوئی صدی کی بولی عقیم کا سوال درخت  
میں مٹی کی چھٹی کہ کائنات میں ہر جگہ کا تھیرا تھیرا تھیرا ہے۔ لیکن  
ناگہ سے تھیرا تھیرا ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ ساری کائنات فطرت (نہج) کی  
پوری تاریخ آخر تک لڑی و ناگزیر تھیرا اس مہم چاہتا رہا ہے۔ جس  
مکمل پہلے دن ختم۔

اس تصور ہی کا لازماً وہ تحریک چھٹی جس نے ساری مٹی کائنات کو اس  
ایک مشین بنالور گھمے ہی تھا یہ صورت حال انیسویں صدی کے آخر  
تک مسلم اور جہادی رہی اور ساری نیچرل سائنس کلاہ عقیدہ اس  
کائنات کو حتمی سائنس (میکانکس) میں تبدیل و تحویل کو دیکھنا  
گیا۔"

اس طرح قانون طبیعت و معلول کی ہر توقع اور میکاکی تعبیر کی ہر  
کامیابی نے لڑو کی ترقی و اختیار (Free Will) کو اور بڑھادہ شود  
بھلا و جب پوری مٹی کی پوری کائنات فطرت ہی قانون طبیعت کے تحت ہے،

تو اس کی حیثیت (کی کوئی صورت یا اسان) اگر اس سے منطقی کیوں؟  
نہ کہ اس نے کوئی اسے مختلف روپ اختیار کیا تو وہ غریب اس کے ساتھ ہو کر ہی  
نہ کہ اس نے مختلف تاریخی حرکات کے تحت اس پر اس کو کوئی نکادہ اختیار تھا جس کی کرنے  
ہو گیا ہے اس قدر

"نہج اسی انیسویں صدی کے آخر میںوں میں برٹن کے ماکس پلانک  
(Max Planck) نے کو کلمہ نظریہ کی بنیاد ڈالی جو بلاخر فزکس کے  
جہیز طبیعت (فرسٹ لکچر) ایک عقیم مگر گہرے اصول قرار پایا۔ جس نے  
آگے چل کر سائنس کے میکاکی عہد کا خاتمہ کر کے ایک نئے دور کا  
آغاز کر دیا۔"

یہ وہیں پلانک نے نظریہ سے صرف یہ معلوم ہوا تھا کہ کائنات قدرت میں نفس کا  
عمل پیرا نہیں۔ جس نے ۱۹۱۷ء میں آئن سٹائن نے بتایا کہ پلانک کا نظریہ دراصل بھلا و بڑھادہ  
نہج کی شاخ کا حامل ہے۔

"یہ اس قانون طبیعت و معلول ہی کو اپنی فرما رہی تھی کہ تخت سے اتر  
دینے والا ہے جس کو بل تک کائنات کے ایک مگر گہرے اصول کا  
مقام حاصل تھا۔ پرلی سائنس کا یہ قطعی اصول وہی تھا کہ فطرت  
(نہج) مسلط ظل و معلولات کے مہم سے ہوئے قوانین سے باہر ایک  
قدیم نہیں نکال سکتی۔ عہد "کلف" کے بعد ناگزیر طور پر "س" کے  
معلوم ہی کو پیدا لانا پڑا ہر جگہ پلانک۔"

اس کے چاہئے۔

"نئی سائنس اب صرف اعتاد و حق کی سکتی ہے کہ "کلف" کے بعد  
"ب"، "ج" کے یوں تو ہے مگر امکانات ہیں البتہ انکا منجھ ہے کہ حق  
میں "کلف" کے بعد "ب" کا نمودار ہو "ج" کے ساتھ میں لور "ج"



مضبوط کر دیتے ہیں؟

نہ تباہی ہے کہ

"تھو جی طوایف! اے کہ مسکا خاک اس کا تو کشش دوزخ ناپا ہے  
ہوئے تو نہیں علت کے مطابق عمل کرتا ہے اس سے اس کو بغیر دور  
اور زلف و پاؤں بغیر سے تکیہ بچارہ ست نہیں۔"

جنگل میں سمجھتا ہوں کہ تاقو وحشی انسان بھی جانے گا اس کے  
اوجی، پو آگئی نہ کسی حد تک حادثہ پسند حقوق میں اس نے کج نہ کج  
جاہلو پر یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مستقبل میں اس کا عمل کیا ہوگا۔ اللہ  
اس کو قائل ہے۔ ہے خصوصی اختیار اور ان کا بھی اختیار ہوگا۔

اس میں وہ نقص ستوری یا کینالی ہے، جو جلی دوزخ و غیرہ کو اس  
کے بھائی کشش کی طرح طبعیات کی ایک حقیقت دے سے ہر رکھے  
تھے۔ لیکن جب ہم اس نتیجہ پر پہنچ چکے کہ ہلکی فعل طبع مضبوط کا  
عمل کیوں بھی نہیں پاتا تو پھر ہم آپ سے آپہ مشیوں کی غیر مرئی  
دوزخ کو کے لئے دروازہ کھول دیتے ہیں۔"

اصل میں علت، مضبوط یا ناپا ساری، یا ناپا سے علت اس نے کیا کہ اس  
انات کی تعمیر کردہ سے جڑت ۔

"پیدا کی پیش (پیشہ) دوزخ و غیرہ) اس جودوی سرے سے کسی  
طرح مضبوط کے قانون کی طرح نہیں مضبوط ہوئے۔ حتیٰ کہ اس کے  
سارے عالم کو بھی جانے تو بھی ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ فلاں سارہ  
ایک پیکل، ایک مفت یا ایک سارا، حد کیا کر دے گا (What  
might be doing) اور آئندہ کی اس وقت بھی حقیقت کے

سارے نہیں بتا سکتے کہ کوئی اور کس طرح عمل کرے گا۔"

یہاں اپنے غلطی کے ۔

"میں غریب، غریب کا قابل شمار ہونا ضرب اصل ہے اس طرح علم  
کے کو اہم کار اور سببیت بھی قابل شمار ہے کہ نہیں کہ اس کا کیا  
اور کہ حیرانہ، تاہم کثیر تعداد کی نسبت رونما ہے۔ ۱۶۰۰ قریب کوئی کی  
جاسکتی ہے اور، حد کی کج نہ کج حقیقت اس طرح قابل شمار ہے جس  
طرح ۱۹۹۹ء کو گھر۔"

جب "شستہ" میں ہی حقیقت پتا ہے تو یہ جی ایس سے قریب خود دوزخ اور  
نک بھی جلی ہے تو بھی "میں میں علت، مضبوط یا ناپا، حد سے لے سکتے  
ہے" جلی کی حقیقت شستہ آفاق، پی ای، یا بت کار، مدد اور، پس (Laplace)  
P erre Simon) کی ہے۔ جلی "میں میں علت، مضبوط یا ناپا، حد سے لے سکتے  
ہے" جلی کی حقیقت شستہ آفاق، پی ای، یا بت کار، مدد اور، پس (Laplace)

ہر کسی خاص حقیقت وقت یا جلی میں کائنات کی حقیقت مضبوط  
ہو جائے یا کائنات کے تمام ترکیبی مادی، راست کی کسی خاص وقت جو خاص  
اہل کی وقت اور حرکات ہوں وہ مضبوط ہو جائیں تو کائنات کے، اصلی  
مستقبل کی چار کی جلی حقیقت کے ساتھ مضبوط ہو جائے گی۔"

یہاں تاہم، غیر مستقبل، مادی، مادی میں ہی ۱۹۰۰ء ہے لیکن ۔

جس میں، پسی، شستہ کائنات کوئی جڑ سے لے جلی، مدد اور، پس (Laplace)  
ہے۔ (پسی) کی کسی جلی کا جڑ، جلی میں، مدد اور، پس (Laplace) کی کسی جلی  
کی خاص حالت کہ جائے، مدد اور، پس (Laplace) کی کسی جلی  
وقت سے تعمیر کیا ہے۔"

جس میں، پسی، شستہ کائنات کوئی جڑ سے لے جلی، مدد اور، پس (Laplace)  
ہے۔ (پسی) کی کسی جلی کا جڑ، جلی میں، مدد اور، پس (Laplace) کی کسی جلی  
کی خاص حالت کہ جائے، مدد اور، پس (Laplace) کی کسی جلی  
وقت سے تعمیر کیا ہے۔"







جان لینے سے اس سے مرکب یعنی پانی کے خواص کا تقاضا و انتہا  
کریں گے؟

اور کب تک پانی نے افعال خاص نہ کوں بدایا۔ زمین میں مٹاے۔ ریت میں میں۔  
اس دون کے مگرہ و مگرہوں سے جو سب سے زیادہ حقیقت و تحقیق، تصور کی کمی پر سے یہ  
پیش گوئی کی جاتی ہے کہ اوباقا کا سب سے کم میں مل کر پانی کے وہ افعال خواص مورد  
ہو جائیں گے جن سے پانی اور کتبہ بن جائے گا، اس کے بعد سے افعال میں پانی  
فائز و فائز ہو جائے گا اور اس طرح پانی کی ضرورت اس کی مقدار میں پانی جو چاہتا ہے  
ہوئے گا۔ اور کتبہ بن جائے گا۔ اس سے اس کا پانی بدایا۔ زمین میں مٹاے۔ ریت میں میں۔

نظر یہ رہتا ہے کہ اس میں فرق و تفاوت ہی نہیں خواص اور کتبہ بن جائے گا۔  
اس کے میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔  
اور اس کے میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔  
اس کے میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔ اس میں کتبہ بن جائے گا۔

۱۰۔ ارنسٹ برگسون (Ernest Bergson) کو یہ مشکل مل رہی تھی کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
کوئی مستقل بنیاد نہ مل سکتی تھی (Vital impulse) یہاں تک کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
موجب ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
جانی ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
خواص اور خواص کا چاہنا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

غرض یہ کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

”میرے بانی، پڑوسی، دوست، رشتہ دار، بیٹے، عورتیں، بچے، کہ جس کی زندگی میری  
دستی، دیکھ رہی ہے، اور جس سے میری رشتہ داری ہے۔“

باقی اس سے آگے کی مشکل کو حل کرنے کے لئے ۔

اس زمانہ میں عام طور پر جو کہکشیوں کا پتہ لگایا جاتا ہے وہ لکڑی سے بنے ہوئے ہیں۔ ان کو (Bernhard Bawink) کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ انھیں "کھنڈ" کہنا چاہیے۔ یہ لکڑی کا پتہ لگانا آسان ہے اور وہ آسانی سے جلا جاتی ہیں۔ ان کے ذریعے کسی ماحول میں تیزی سے (گازات و حقیقت) کے پتہ لگانے میں اور یہ طریقہ آسان ہے۔ کسی طرح سے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

$\sim A_2$

”گزشتہ جاسوسی کارروائیوں میں یہ وہ ہے کہ جس نے اسے تیار کیا تھا  
(Avero Gausa) ہے اور شعور دماغ کا حصہ نہیں ہے۔  
شعور دماغ کا وہ حصہ ہے جو آپ کو اس کے کام میں لگاتا ہے۔  
”عقل کی خاص خصوصیت اس کا تحقیق ہونا ہے۔ اس کی توضیح کرنے

”نفس کی خاص خصوصیت اس کا تخلیقی ہونا ہے۔ اس کی توضیح کرنے





















۱۸۹۰ء کے مستقل رجوع یا استرجاع ایک اور بہت بڑا معاملہ

جس سے ۱۹۰۰ء کے مستقل رجوع کا تعلق ہے۔ ۱۸۷۰ء میں اسے طبعی کے تحت پرچہ و محاسبات کا عنوان رکھا گیا تھا۔ "حق" اور "بہ" پر حلیہ، استرجاع اور "حق" یا "بہ" کے تعلق سے۔

"ہم کو تجویز فرما کر کے کیا حق حاصل ہے کہ ظاہر و باطن کی اس کی جگہ پائی جاتا ہے اور اصل کوئی ایک ہی جی ہوتی ہے جو صرف کے چائے پانی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔"

یہ کہ ۔

"ہم کو جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ صرف یہ کہ حواس (فہم) کے ظاہر و باطن (ادراک) کے درمیان ہے جو صورت میں کہ ہم وہ کہتے ہیں اس کی جگہ وہ صورت سے آتی ہے، جس کو ہم پہلے کہتے ہیں۔"

البتہ ہم یہ نہیں سکتے ۔

"قوانین دیکھتے ہیں جن کے مطابق ایک صورت کی جگہ دوسری صورت سے جاتی ہے۔"

اس

"جس دور صورتوں کو ایک استرجاع پر (Substance) کی وہ مختلف صورتیں قرار دینے کی کوئی دلیل ہے (ماہنامہ سائنس) تصعب کے ضمن۔"

یہ تصعب و غلط فہمی عام طور پر حواس و فہم سب سے کی گئی ہے جو صورتوں سے اصل کی بات ہے۔ "ماہنامہ سائنس" میں یہ تصعب و غلط فہمی کو بیان کیا گیا ہے۔

"عام آدمی اور عقل دونوں ہم ایک ہی پر غور کر لیتے ہیں، جن کے قیاس و عقائد کے سے کوئی منطق و دلیل و حجت سے سے ۱۸۹۰ء میں ہوتی۔"

اسی سے دلیل و قیاس میں یہ بھی ہے کہ ۔

"جس کو ہم ایک شے (The Same Thing) کہتے ہیں ۱۸۹۰ء دراصل متعدد جہات و محسوسات کے طور پر ۱۸۹۰ء میں عام طور پر دیکھے گئے ہیں۔ صورتوں و ظاہر (Appearances) کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔"

مثلاً ۱۸۹۰ء میں "حق" یا "بہ" کا رنگ و بو، صورت و قیاس و قیاس کے درمیان ہم ہیں کہ "حق" کو اس کی مختلف صورتوں و پہلوؤں (Aspects) کا ایک سلسلہ قرار دیتے ہیں، جس کو اس کی مختلف صورتوں و پہلوؤں (Aspects) کا ایک سلسلہ قرار دیتے ہیں۔ "حق" یا "بہ" کے قیاس و قیاس (Sensible) (Continuing) اور "حق" یا "بہ" (Casual Connection) کے

یہ کہ ہم

"وہ قوانین ہیں کہ جن کے مطابق رنگ و بو صورتوں کا یہ قیاس و قیاس ہوتا ہے جو اس کے قیاس و قیاس (Empirically) حواس کی قیاس و قیاس ہے (Verifiable) اور اس کی پوری بات ہو گئی۔"

یہ کہ ہم

"حق نام کوئی ایسی صورت (Constant Entity) ہوتی ہوتی ہے جس میں یہ مختلف صورتوں و ظاہر میں مختلف شکلیں

پائی جاتی ہیں، ایک سائل درود حق پر حوالہ (Gratulations) کی  
جگہ فلسفیت (Metaphysics) کے ساتھ ملے۔

جس کو طبیعت پر سانس سے کچھ واسطہ نہیں۔

”سب سے زیادہ عمومی طور پر ایک ”شے“ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ  
کہ وہ ہم پر مختلف صورتوں کے ایک خاص سلسلہ کا، جس کو ہم پہلی  
میں اس چیز کی صورتیں (Aspects) کہنا چاہتے ہیں۔“  
پائی جاتی ہیں۔

”ظاہر خاص صورت ظاہر خاص چیز کی ہے اس کے معنی صرف اسے  
ہوں گے کہ یہ ہیں پسوکل یا صور، تو اس میں سے ایک ہے جس کا فلسفہ  
ہے ”چیز“ ہے۔“

عرض اور عالم شہادت، جو سانس کی دہلی میں سانس مشاہدات  
(Observations) کی دنیا سے تمام رشتہ تعلق ہے یہ شاید حوالہ دہانہ کا  
تعلق ہے جو حوالہ دہانہ کے عین وقت میں ہوا، جس کی کسی خاص چیز کی کارفرمائی کا  
مفہوم اس کی ہر کوئی عقلی و عقلی چیز ہے۔ اس میں مظاہر و مشاہدات کی توجیس کے لئے کوئی  
ضرورت، خود سانس کے الفاظ میں۔

”کائنات کے تغیرات یا اشیاء کے تغیر پذیر حالات و مظاہر  
(Phenomena) کے پیچھے کسی غیر متغیر قائم حالت کو سانس  
شے کے وجود کا اعتقاد اس حوالہ کی توجیس کے لئے کسی عقلی یا  
عقلی دلیل پر مبنی نہیں ہے۔“

اس کی حقیقت، پادہ سے، پادہ سانس ایک حسی (Instinctive) اور جان لی حسی۔

”یہی، وہاں وہاں کچھ عقلی سوچ سانس کا سانس سے توجیس ہوا کہ  
بلکہ اس سانس کے استمراریت (Mass) کا جتنا اس سانس میں

جس کو سانس کی کامیابی کے سے گویا لادہ (Essential) کچھ  
لیا گیا۔“

بات لگا اچھی ہے کہ۔

طبیعت (فلسفہ) پر طبعیت، کچھ میں لکھنے کے عین وقت میں کچھ  
کرتے ہیں کہ سانس کے مہل کے لئے کسی نہ کسی شے کا وہاں ہوا  
مستمر (Conservation) مانگو ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک  
دھلی یا دھلی ہے، مگر میرے ہی سے اس طرح کے سراسر ہوا  
(Permanence) کا اعتقاد، کہ لیا ہوا تو یہی وہی قوانین سانس  
ہم نے دیکھے تھے، جو اس اعتقاد کی صورت میں دیکھے تھے۔  
تو ہم یہ کیوں عرض کریں کہ مثلاً وہاں کچھ ہے تو اس کی جگہ  
پائی ہوئے ہیں یا تو یہ جگہ کوئی ایک ہی ایک چیز ہے، جس سے صرف  
کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔“

حقیقت حال کی ایک اور دوسری تعبیر جو سانس اور نقطہ دونوں کے علاوہ وقت کی  
مسئلہ قرار دی جاتی ہے واقعات (Events) کی ہے۔ میں تجزیہ اور عقلی دونوں کی  
جس اور نقطہ دونوں کے ساتھ میں، اس کے صرف واقعات کی حقیقت کی حسی ایک  
حقیقت کے ساتھ کچھ سانس روپا نہیں ہوا واقعات کی ایک قسم یا مجموعہ کو عقلی (فرضی) یا  
اشیاء Objects سے سانس کے ساتھ ہوا سانس اور دوسرے مجموعہ کو،

اس کو بھی پسے سانس اور نقطہ دونوں کی جامع کیفیت پر قرار سانس کی ایک  
دوسری کتاب میں دیکھیں۔

”کائنات ہم سے اس گزرے وقت کے واقعات یا واقعات کا کہ ایک  
چیزوں (Things) کا جو زیادہ دیر تک قائم رہتی ہیں۔ (Endure)



جس (۱) طوں کے کہ "قہ" ہے "نور" کو "اصل" میں صرف ہے  
"ہے" ص ۱۳۵

"خواہتہ در اہمہ تصویر کشی کسی عجب سائنسی شرح"

تاریخ سے سب سے پہلے نور پر یاد رکھنے اور دہرائے کی حقیقت یہی ہے کہ نہیں  
حقیقت کے معنی میں اس سائنسی دلی گھنٹوں کی یہ "واقعات" دلی بات بھی لانا دیکھے  
تو آپ کی اس طرح کی چھ تصویر سے کس طرح سائنس دان (Shadows) اور علامت و  
آیات (Symbols) سے سب سے جامع لحاظ "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
تحریر، مشاہدہ کا کہنے کے بھی تھی کہ "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
الفاظ و اشارہ کا کہنے کے بھی تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت

دست سائنس ۱۹۴۴ء سے کہ لفظ "نور" کو "نور" کے ساتھ ہے جو مختلف حقائق  
نور، لفظ، آیت، علامت و اشارہ کے مطابق واقعات پر قیامت کے عمل میں  
پڑے جاتے ہیں۔ اس کی قیامت کی "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
قوت یا عام فہم معنوں میں غارتی شہادت کے جتنی بھی "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
(Relations) کے علم اور واقعات کی "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
Means کے لیے سب سے "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت

"ہمارے دہائے اپنے لیے جڑ سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتے نہ  
وہ شہادتوں کے لیے غیروہ کی جڑ کو بھی نہ خود "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
کس سے دہائے جو کہ حقیقت ہے اس کا کوئی پتہ نہ ہو سکتا۔ اس حقائق  
سوجاوت کے صرف اس پر سب (Messages) کو کہتے ہیں جو  
اس کو بھی "۱۰۰" کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت  
معدہ اصل (Origin) کی نویت و حقیقت کے سبب میں یہ پیغام  
کو قطعاً نہ کہیں سکتا تھے۔"

"پہلے ان کے ذہن میں سوجاوت کی باہمی ایضاتوں یا نسبتوں  
(Relations) کو جان کر سمجھ سکتے ہیں جو شخص اعلیٰ اور

(Pure Numbers) ہوتے ہیں۔ خود یہ مقام

(Quantities) کے اعلیٰ کی گزری تھی کہ "۱۰۰" سے شہادت

فہم ہیں۔ (Incomprehensible) ہیں۔

غرض اس طرح حقیقت کی غارتی دیکھا علم ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

نور ہو گا یہ بیش سب (Relations) کی "۱۰۰" سے شہادت

اگر وہی ہو گا علم "۔"

اصل میں یہ جس جس کا دور خصوصیت سے نہ ہے کہ "۱۰۰" سے شہادت  
حیوان (House) کی قدرت میں سب سے "۱۰۰" سے شہادت  
ی ہوئی ہے۔ "۱۰۰" سے شہادت  
نور کے شہادت میں سب سے "۱۰۰" سے شہادت  
کی طرح "۱۰۰" سے شہادت  
نور کے سب سے "۱۰۰" سے شہادت

نور کے سب سے "۱۰۰" سے شہادت  
(Tangible) معات سے نکال کر کے  
ایک (Frame Work) یا چھوڑا ہے۔ حقیقتی سائنس کا  
منفرد طور پر کیا (Appearances World) کے پیچھے  
حقیقت کو معلوم کرنا نہیں۔"

"اس سے بھی لڑ چلا کر یہ کہ "۱۰۰" سے شہادت  
عقیدوں یا سکول (Creeds) کے سب سے "۱۰۰" سے شہادت

یہ چند سب سے "۱۰۰" سے شہادت  
سائنس ان کے سب سے "۱۰۰" سے شہادت

یہ چند سب سے "۱۰۰" سے شہادت







چاہتا تھا جو جی نے خود جعل ہمارے شک و شبہ کی ہر تار کی سے پاک ہوا تاکہ اس کو غلط نہ سمجھا کر اپنے علم کی عظمت اور عظمت اس پر کھڑی کر سکے ہمارے لئے ہمارے اصول یہ قرار دے لیا کہ کسی بات کو اس وقت تک قبول نہ کرے کہ اس میں کوئی شک و شبہ ہو۔ ہمارے لئے اس درجہ واضح اور غیر مشتبہ ہو کہ اس میں کسی طرح شک کرنا ممکن ہی نہ ہو۔

اس شک پرندگی میں اسے مبالغہ سے کام لیا کہ محسوسات و مشاہدات سے گور کر رہی تھی۔ اس میں شک کو مشکوک و مشتبہ نہ لیا۔ اس طرح شاپہر (Schopenhauer) نے کہا کہ "ہر قسم سلسلہ کو مشکوک سمجھ کر شروع سے شروع کرنا چاہیے۔"

"جس چیز کو میں آج تک اعلیٰ سے اعلیٰ صداقت اور یقین پر مبنی

جانتا ہوں وہ اپنا خود اور راست حواس یا حواس کی وساطت سے مانو ہیں۔

لیکن حواس بھی کبھی دھوکا بھی دیتے ہیں، اس لئے غلطی یہ ہے کہ

جس شے سے ایک مرتبہ ہم دھوکا کھ چکے ہوں اس پر پورا اعتماد

کر لیں۔

اقلیدس یا پندرہ صدی تک کی معمولی باتوں میں اس توئی دھوکا کھا جاتے

ہیں اور خط قیامت قائم کر لیتے ہیں۔ میں خود بھی اسی طرح غلطی

کر سکتا ہوں جس طرح دوسرے کرتے ہیں۔ لہذا میں نے تمام ان

دلائل کو مشتبہ سمجھ کر رد کر دیا، جن کو پہلے براہین جان کر قبول کر

لیا تھا۔ سب سے آخری شبہ یہ ہوا تھا کہ جو خیالات اللہ سے ذہن میں

پیدا ہوتے ہیں ان میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وہی خواب کی حالت میں

بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ بے اس کے کہ میں کوئی بھی سمجھتا ہوں۔ اس

نئے فرض کر لیتا ہوں کہ میرے تمام خیالات محض خواب کی باتیں

ہو سکتی ہیں۔"

یعنی ہو سکتا ہے کہ ہماری تمام سوچیں ہر کی ہر کی زندگی اور میں و جان تک کے ہمارے لئے خود بخود آجائیں موجود محض ایک غریب خواب ہوں اور خود خواب دیکھنے والے

اس سے پہلے کہ اس سے کوئی وجود نہ ہو۔ - جس ڈی کارٹ (Descartes) کی یہ سہمہ گیر شک آفریں ہو کہ طرح محض شک و شبہ کی حالت میں ہی وہ اس شک سے یقین کے ایک پسے کا قبل شک نقد یا یک چٹاں کو پہنچا چاہتا کہ جو علم و یقین کی غارت گری سے مستحکم ہو جائے۔

سہمہ شک تم میرے ذہنی غارت گری اور غارت گری کو محض ایک غریب خواب فرض کر سکتے ہو لیکن اور اس خواب کے لئے اس اندیشہ غارت گری کے وجود میں شک کرنا کیسے ممکن ہے اور شک کر رہی تو خود یہ شک کرنا بھی میں خیال کرنا ہو گا۔ اس کو ڈی کارٹ (Descartes) نے اپنے عقیدہ کا سبب جاری فرمایا تھا کہ "میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں۔" یعنی سوچنا خیال کرنا یا خیال کرنے والی ذات یا میں (I) کا وجود چاہئے اور تاہم شک و شبہ ہے۔ لیکن یہ صداقت کہ "میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں" اس قدر قطعی اور یقینی ہے کہ لاپتہ (Sceptics) کے مبالغہ "میں سے مبالغہ" "میں ضرورتاً بھی اس کو جو حیرت نہیں کر سکتے۔ ہمارے اس کو میں سے اپنے فلسفہ کا وجود اسی اصول قرار دیا، جس کی جستجو تھی۔"

اس فرض ہو سکتا ہے کہ -

"جو کچھ میری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ سب جھوٹ ہے۔ میں ہمارے کئے ہیں ہوں

کہ میرا حافظہ میں چیزوں کی یاد دلاتا ہے، اس کا بھی کبھی کوئی وجود نہ تھا۔

مجھ کو قول ہے کہ میرے آواز میں کوئی آواز نہیں اور جسم و سر و

قلب و صورت و میرا تمام جسم جس میں گھومتا ہے میں اور خود میرے ذہن

کی اختراعات ہیں۔

وہ تمام مفروضات کے بعد دیکھو کہ کیا باقی رہتا ہے؟ میں یعنی وہ ذات

جو اس خود فرض میں جکا ہے۔ کیا وہ کوئی چیز نہیں؟ کیا یہ خود میرے





یہاں تک تو خاص فلسفہ کی بات تھی لیکن ۔

”فکر یہ ممانیت کے حاملہ اثرات کے قوت (سائنس میں بھی بخدتی کے جانے) داخلی (Subjective) یا داخلی معادہ سازی (Formulation) کی کارخانہ پیدا ہو گیا ہے۔“

مائیں کے محدود موضوعات مقام کو سن مجھ میں کہ نہ

”اس کو سائنس سے کوئی عصبہ دوسرا دیکھ نہیں کہ کوئی شے چائے طور کیا یا کیا کمال ہے ان میں میں پاس سے ابھر۔ م ہے اس کو موجودات (Entites) کی محض ظاہری (Extrinsic) حقیقت یا حقیقت سے بحث ہوتی ہے یعنی موجود یا کسی شے کے دوسری شہاد کے ساتھ باہمی تعلق سے۔“

یہ کہ اور بات یہاں تک کہ مائیں میں ضمنا پڑھیں کہ

”سائنس ادھسہ پادینیات (تجرباتی) سے بھی نہیں زیادہ تعمیر ہے یا پانپانہ اور (Changing) ہوتی ہے۔ سائنس کا کوئی قوی گنیدہ بخدتی کی باتوں کو میر شرد طور پر (یا خداوندی و تقدیر) تائید نہیں کر سکتا نہ خود اپنے دس سال محمل والے سائنس اعتقالات (Beliefs) کی۔“

وہ بخدتی اس نیک ہے کہ سائنس کا تعلق انسان کی ناقص و محدود، نامہ پانپانہ و محدود محمل ہے۔

”کے کچھنے کے جدید فلسفہ کی طرف جدید محدود ترین ۲۰ ویں صدی کی سائنس کو بھی پہلے سے خود بخدتی سے ہی نقد آغاز، اعتبار کر کے کہہ سکتا ہوں یا نہ ہے۔ تاہم محمل سے سائنس کی تاریخ میں اپنی کتاب اپکارات ہی کے ہم دھڑلے ۲۰ ویں صدی کے فلسفہ سے ہمارے محققین، ممانیت، بخدتی سے اپنا فکری سے اپنی کتاب موضوع ”سائنس کی تقدیر“

فہرست مائیں کے درجہ کی ذرا غور و خوض سے شروع کیا ہے۔

”انسانی ذہن و محمل کا کائنات فطرت (تجربہ) میں جو ہم آہنگی و استواری پاتی یا دریافت کرتی ہے کیا وہ اپنا ذہن یا محمل سے قطع نظر کر کے جانے کو فطرت میں موجود ہے؟ انھما نہیں۔ یعنی حقیقت جو اس ذہن سے بالکل ایک مستقل الذات و جو در محملتی ہو، جو اس کا اور ایک کر ناماں کو دیکھتا یا محملتی کر تا ہے یا محملتی محمل سے ذہن سے ہر نامہ اگر ایک خارجہ دیا جائے خود کو اپنی اپنی پاتی ہو تو ہماری رسائی سے وہ ایک ایک باہر رہے گا۔

باقی ہم جس کو بخدتی (Objective) حقیقت کہتے ہیں وہ صحیح معنی میں نامہ ہے صرف اس چیز کا جو خدا دیا تمام خیال و تصور ایک کر لے والوں میں مشترک ہو۔

میں یہ مشترک یا باہر اثر ایک بخدتی ہم آہنگی ہو سکتی ہے، جو ریاضیاتی ضابطوں یا قوانین (Laws) کے ذریعہ ظاہر کی جاتی ہے۔“

ہاں ”سائنس کی تقدیر“ مائیں کے باہمی محملی سطر یا بخدتی (Descartes) کی تو بالکل مختلف صاف ڈراما میں

”وہ سب کچھ جو خیال نہ کیا معاہدہ دلانے محمل ہے نہ کہ ہم صرف خیال ہی کا خیال کر سکتے ہیں، نہ یہاں الفاظ جو ہم شیہ کے لئے استعمال کرتے ہیں، نہ صرف خیالات ہی خیالات کو ظاہر کر سکتے ہیں، اس لئے یہ کہنا کہ کوئی شے محمل خیال کے اندر پاتی جاتی ہے ایک ایسا ہے محملی دھوئی ہے جس کے کوئی محملی نہیں ہو سکتا۔“

آگے خود اپنے محمل (Eddington) نے اپنی ایک دوسری کتاب ”محدود و محدود“ کے نامہ میں مائیں سے اپکارات کی طرف سائنسی طور پر بخدتی کے جانے محمل کی









ایک سرے پر ادارے و مشاہدہ کے احوال ہیں، جو کسی نہ کسی طرح  
سائنس کے شعور تک پہنچنے کے عصبانہ جسم کے راستے سے پہنچے ہیں، اور  
اس سے سرے پر ایکٹو پرائیوٹ سائنس و طبیعت کی اور  
جبری (Entithes) ہیں، جس کو سائنس کی عمل دیوانہ، یا ۱۵  
سے اعلیٰ کے درمیان، اور طبیعت کی طبیعت ہے، جو قریب قریب  
پاکستان میں کر رہی ہے۔

میں اور میں نے سب کچھ فراموش کر دیا۔ میں نے سوچا کہ میں نے کون سا کام کیا ہے؟ میں نے سوچا کہ میں نے کون سا کام کیا ہے؟ میں نے سوچا کہ میں نے کون سا کام کیا ہے؟

باقی حصہ میں یہ طبعی پر محنت سے کہ ہر سال کی حد سے ۶۱ راکٹوں کی وسیلہ  
رجن سے ہر گھنٹہ کی جاتی ہے۔ مثلاً ۔

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

”اور سے اندر کردہ سائیک (بالا) کے مطابق قوانین طبیعت دراصل کون  
اس دہن یا فکر و خیال (Thought) کی مخلوق یا واحد ہے کا خلاصہ  
ہیں جس میں ہم خدائی چیزوں کے علم کا نقش قائم کرتے ہیں۔ اسی  
طریقہ طبیعت (فکر) کوئی ایسے قوانین و ریاضیات کرنے کی سرے  
سے علامتیت تصور نہیں۔ جو خود خدائی (Objective) شیان پر  
منطبق لانا کہتے ہیں۔“

خلاصہ میں طرح طرح کی تعمیرات و عہدہ سب کا یکجہ ہی ہے کہ تادم زمین سے موسمی تحقیقات کی رو سے بھی تصور جی قلعہ کی طرح حاصل ہو جائے، اولیٰ حقیقت صرف دیکھ کر سمجھا ہے۔ وہ زمین سے باہر کی دنیا اگرچہ کچھ ہے بھی وہ زمین سے باہر (Derived) و معلوم (Inferred) ہی نہیں بلکہ اس کی ساخت پر دسترس کر رہی ہے۔

وہ بھی صاف و سیدھی انچاریت لی ہے کہ عکس دو ہیں نہ ایک! اور وہ عجوبت کے سے کسی دلیل و منطق کی ضرورت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے وہ انکار کچھ نہیں کہتی۔ لی سے کوئی شک نہیں اس کا قہر و یقیں میں چاہا ہے کہ انکار و شک کرے وہ انکار بھی اہل سنت و جماعت کے لئے صریح کی ضرورت کو غافل قرار دے گا، حالانکہ انکار کے بارے میں غیر اہل سنت و جماعت ہے۔ وہ دلیل کی ضرورت کو غافل قرار دے گا، حالانکہ انکار کے بارے میں غیر اہل







یہی حقیقت ہے۔ تاریخ نامی نہیں تھی بلکہ تاریخ طرزِ اہمیت کی ہے۔

”سائنسی تحلیل (Analysis) کے لئے ایسی تعلقات (Concepts) برعکس مانگے ہیں جو (اشیاء کے مابین) مومن (Relations) کو قومی وحدت نہ بنائے۔“ ۱۱۴  
میں ذاتی تعلقات ہی کے عبادتیں طائر کی مانند کہ زمین سے باہر خارج (کہہ دینی فریحت کے۔ م) ٹھوس حقائق (Concrete Realities) کے ایسی تعلقات پر دلالت۔“ ۱۱۵

ایسی تاریخ سائنس میں جگہ ملتی ہے اور پڑھ لکھ کر نہ

”ہو سکتا ہے کہ سائنس کے قواعد و ضوابط (Regularities) خود طرز سے مشابہہ تجربہ کے طریقوں سے اس میں پیدا ہو جاتے ہوئے مثلاً سلید روشنی جو جاتے خود ایک غیر متغیر ہے ترتیب اختلاف ہے اس میں نظم و انضباط طبع (Prism) یا مشور (Grating) کے ذریعہ اس کو چار کچے سے پیدا ہوا جاتا ہے۔ سو فخر فورڈ (Rutherford Lord) اپنے نزدیک جس مرکز (Nucleus) کو دریافت کر رہا تھا جس کی فی الواقعیت خود ہی پیدا کر لیا ہو۔ جدید ترین نقطہ نظر کی رو سے جو ہر (Substance) کتاب ہو چکا ہے اور طرز سے اس صرف صورت (Form) ہی صورت رہ گئی ہے کو اہم نظریہ کی رو سے اسواں اور ضافیت کی رو سے خمیدگی (Curvature)

اور گلیلیاڈو صاف صاف اس سے پہلے کے ایک حقیقت، حیات کے جامع مقصد نام سائنس پر انگبرے (Poincare) کی کتاب ”سائنس میں نہ رہا جس“ کے، فی تاریخ

صفحہ ۱۳۲ پر بطور مثال میں سے یہ کہہ سکتے ہیں (Descartes) میں میں ہے۔  
میں نے کوئی شے نہ دیکھی تھی نہ خیال میں نہ اپنے پاس نہ کسی کے پاس۔ اور یہ  
اور شے مجھ سے۔“

”وہ سب کچھ جو خیال نہ کیا چاہا ہو بلاشبہ محض (Pure Nothingness) ہے۔ ہم تو کہ صرف خیال ہی کا خیال کر سکتے ہیں اور ہم اس واقعہ کو ہم اشیاء کے لئے استعمال کرتے ہیں۔“ ۱۱۶  
خیال ہی خیال کو طرز کرتے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ کوئی شے خیال کے  
معاذ خیال جاتی ہے میرا عقیدہ ہے جس کے کوئی معنی ہی نہیں۔“

جدید سائنس ۱۹ ویں صدی کے آخر تک ایک ہی ”سے متعلق“ ۱۱۷  
”حیات ۱۹ ویں صدی کے آخر سے کہنا پڑے کہ ریل، رومناتس مسٹرین، جیوین  
صدیق کی کو سائنس لکھنے والی حد تک اس نئی منطق کو پیدا کیا ہے کہ حیات حیات کا  
مسل مسئلہ ہے۔ اس میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ”میں نے خود اس کو اس میں ہے۔“ ۱۱۸  
پاؤں سے نہ صرف فی الحقیقت کہہ سکتے ہیں کہ ”میں نے یہ ایک سبب دیکھ کر سہ سے  
سے مدنی نام نہ کوئی نہ ہی جو پہنچ جاتا ہے کہ ”میں نے اس سبب دیکھ کر سہ سے  
اور جیوین تعلق ہے۔ جدید سائنس کی اس فکر کا پتہ ہے۔ یہ عکس اور اور اور اور اور  
سے نہ صرف یہ کہ ”میں نے دیکھا ہے کہ ایک طرف“ سائنس میں نہ ہے۔  
۱۱۹ جیسے ان حوالہ حقیقت کے اور کا نام نہ لیتا۔ اور ہو چکا ہے۔ ۱۲۰  
(Materialist) اور انکس سائنس میں نہ ہے۔

۱۲۱ میں ۱۹ ویں صدی کے آخر میں سائنس میں ایک نئی فکر کے بعد کہ

”حیات ۱۹ ویں صدی کے آخر میں سائنس میں ایک نئی فکر کے بعد کہ  
”ہاں میں جیوین کو کہہ کے مظاہر (Manifestations) میں تحلیل  
ڈھونڈ (Reduce) کر کے کارخانہ میں نہ ہے۔“ ۱۲۲

(فوکس انڈیا پبلشنگز) بھارتیہ (Minor Place) ان  
جی روگنی ہے۔

انکار مادیت کے بلوجو دنیا گھر میں مادیت کا شور و غوغا؟

نکس دوسری طرف مڑا اس کی سائنس کی دنیا (سریکا) کو۔ یہاں پر اس  
دوہ پرستی کا تصور دوا س راسے کیا ہوتا ہے۔ کہ غریب دنیا س نے طے  
دہری حوالی کی تو کیا اس کے بھی سن سیں جی + تو اداوں سے نیگی (Hege) جیسے  
انتہائی عقلی تصوریت (Absolute Idealism) کے عالم کا اسے جانی  
(Dialectic) مادیت مادہ پرستی سے جو دنیا اس غیر سائنس دانیت کے عقلی سبب کی  
صفت تو شواہد آئے۔ آئے۔ یہاں جدید سائنس اور اس کے فلسفہ "ہم پر ایک اور تصور  
محقق سائنس فلفہ فرانک کا دور اطلالی افشاں دلت ہو کہ جو سائنس جی تا جازیر  
تحقیقات کشفیات کی دہ سے مادیت سے فلسفہ کے جسے غس دانہ اس کی لایت و  
ایست کی طرف مڑ کر دوا عیت، تصوریت (ہیڈیبرس) کے فلسفی صاف صاف سائنس  
خرم لے لے چائے کہ سائنس باری ہے۔

"مادانیت کے طبعی (فونیکل) نظریے نے جیت کر دیا ہے کہ برقی  
مناطیس (Electro-Magnetic) قوتیں حقیقی قوتیں نہیں  
(Are not real at all) ہر عقل حواس سے ان کی سادہ  
پردہ ہیں (Mere constructions of our own mind)  
مادہ کی حال سائنس کی قوت کشش دورانی (Energy)  
و غیر وہ تمام دوسرے ایسے تصورات (Concepts) کا ہے کہ یہ  
سب عقل (منا) کے خد ساز ہیں اور خارجیت (یاد مکن سے خارج  
موجود نہ ہونے) کے معیار پر پورے نہیں اترتے (Do not then

pass the test of objectivity)

۱۱۔ سائنس کی مادانیت کا فلسفہ  
۱۲۔ سائنس کی مادانیت کا فلسفہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

جدید ہے کہ۔۔

"انکار مادہ سائنس کو یہ بتانے پر مجبور کیا جانے کہ لب و لہجہ کے تحت  
حصہ (Part) کے دہ کی ہو نے کا دعویٰ (Claim) رکھتے ہیں، تو اس کا  
منکر جواب فقط یہ ہو گا (Would seem to be) کہ سائنس  
صرف مادہ کی ہے۔"

پھر سائنس کی طبیعت (فوکس) چونکہ حواس (Pure) نظری و طبیعت سے رہا ہو  
ہو گی ہے اس سے وہ دہ بھی مادہ مادانیت سے بچائے شے کے دہی، جو اس کے قریب  
رہا ہو گی ہے اس لئے دہ بھی مادہ مادانیت کے جسے شے کے دہی، جو اس کے قریب  
قریب رہا ہو گی۔ مثلاً (۲۰۱۱) پر ہے کہ۔

"کشش کا نظریہ اضافیت چونکہ حواس (Pure) مادانیت سے رہا ہو  
و جیسے ہے اس لئے یہ فور بھی ہم کو مادیت کے جسے شے کے دہی، جو اس کے قریب  
دہی (Mentation) ی سے مادہ قریب کر دیتی ہے فور بھی  
جدید (فریکل) سائنس کی مادہ رہا ہو (Recent) ترقیوں کی  
مادہ پر مبنی سمجھا جاتا ہے۔"

جی طبیعتی سائنس کے حواس کی جدید ترین ترقیوں ہم کو مادیت کے جسے  
تصوریت (یاد مکن) کے فلسفی طرف سے پڑی ہے۔

یہ حال حال تک حواس فلسفہ کا نقشہ ہے، اس کی پوری بدلتی میں کی سوچ جی نما  
ہو ہے کہ مادیت اور حواس کی کوئی کشش نہیں دلتی۔ چارہ دہ کے رتھ عقل  
سے آئے کا مقلد مادیت کو کہ شے حیوی مدنی سے دہی، جو اس کے قریب  
نا مجید و حواسی شے کی مدنی میں جی قیاد، جس کے نتیجہ میں مدنی شے  
اترے جس کھڑے سائنس کی دہوں سے مادہ مادانیت میں پڑ چلتے ہیں۔ ہم  
(فوکس) کے فلسفی مادانیت کا شے پر ان کے سائنس کو مادہ مادانیت کا شے پر ان کے





دائی کر رہے۔

"اوست میں نیکے کو چار سو ایک اور سے گورہائی کر سکتے ہیں۔

یہ بے لگن سکندر ہا ہے کہ میدان کسی ایک کے ساتھ میں رہے۔"

اصل میں فلسفہ پورے دار خیال ہمیشہ ہی ۱۹۱۶ء سے چلنے لگی۔ کسی رنگ میں امن عکس وہ اس کی اہمیت، ہیئت پر مبنی تصور، بہت پہلے جہت سائنس کے جدید دور پر چونکہ ۱۹۱۶ء سے زیادہ چلتی رہی، اس نے اہل اہل فلسفہ کے اندر ہوئی انیسویں آخری دو صدیوں میں۔

"فلسفہ سائنس سے دور ہو گیا تھا لیکن لبہ لہجہ اور اس سے

عقوبت (فریادی) کے رد ہوا کہ ماہر دوسرے پاں پھر پانی پرانی اہمیت

حاصل کر چاہا۔"

نیز اس دور کی نہ

"جس (نویس) سائنس کے نئے شہرہ اصول کی گشت در حصہ لے

بھی فلسفہ کی جالی کو آئیں کر دیا۔ اور اس گشت در حصہ تک سائنس

محافظت تمام ہوا مکان و زبان اور آخر میں انسانی کے تصور کے

مقبول سے قائم ہوئی۔"

آج فلسفہ اور سائنس ایک نقطہ پر جمع ہو گئے ہیں

اصل میں ایک طرف فلسفہ مخصوص فلسفہ ہوا، طبیعیات کو پھیلتی، فکری نوعیت کی

ماہر ہمیشہ ہی سے طبیعیاتی و انسانی اہل انکسار کو عقلی تشہیر کرے۔ سے بعد وہ دوسری

طرف موجودہ دوسری صدی سے پہلے کی صدی دو صدی کی جدید سائنسی دریا لگوں اور

تقریب سے ابھر کر خود ہی کی بات ہی کو ٹھوس بنائی حقیقت بنا، فلسفہ اس سے فلسفہ

سائنس کی رہا۔ لیکن اس کی متواتر میں مشرق، مغرب کا فلسفہ تصور رائج ہو گیا تھا۔ لیکن

عصر حاضر کی عہدات میں طبیعیاتی سائنسی راستہ سے صدیوں کے سمجھوتہ کی گشت

خوردگی سے پیدا فلسفہ۔ یہ خاص ر خود نکال دیاں اور ہمارے تصور فلسفہ پروری حسی

دائی یا سے بہ انتہائی کی سرے سے وجود ہمارے سے منکر کچے جیسے خاص فلسفی کی خاص

سائنس سے سنی رہے گئیں۔ یہ صورت حال اب بھی مختصرانہ فائدہ سہ کی ایک دوسری

کتاب میں پڑھیں۔

"فلسفہ کا ہمیشہ سے ایک حصہ پرانا مسلک فکر (اسکول) ہمارے

محموسات یا حواس کی دنیا کے حلقے ہونے کے بارے میں ہے انتہائی یہ

فلسفہ نگار ہا ہے۔ بعد ازاں اس کی سریت یا شریعت (مطرح) میں وہاں

کے پر مابین جس سے لے کر جدید دور کے جدید فلسفہ دور کے فلسفہ

(سب سے زیادہ کہ اب خود جدید طبیعت میں) ہمارے حواس علم یا

محسوسات کو طاری دنیا کی تنقید و تردید مختلف محرکات یا اہوں سے

مبنی ہے۔ شریعت ایک بار اور است (Immediate) ہاں پر وہ علم کی

ماہر ہمارے وہ حقیقی ہے۔ اس کی تردید کرتے ہیں۔ یہ جدید دور افلاطون

س کے مسلک تنقید پر ہونے کی بنا پر دور کے فلسفہ کی خاص ہمارے

خود اور اراکات (Sense Data) کا ذاتی (Subjective) یا

دور آگ و احساس کرنے والے ذہن پر موقوف یا اس کے منتج ہوتا

ہے۔"

عصر قدمہ کے نزدیک دور کے کی انہیں یا گرفت انہی صاف سیدھی ہے کہ اس کے

نئے جدید طبیعت و طبیعت و امور کا کوئی سواد اہمیت کی سرے سے کوئی خاص ضرورت نہیں

رہتی۔ خاصہ یہ، غرض میں ہے کہ کسی بھی احساس کو احساس کرے، وہی اس کے بطور یا

س کے ہر سادہ یا غلط یا غلط یا غلط ہے کہ "حاصل یا احساس کے پورا ہونا ہے

حاصل حسی سے اس سے فلسفہ کی اصل کتاب کا "سہی علم سہی" کے نام سے ترجمہ







مسم ہے کہ عورتوں کو سانس کے طریقہ، عسرات، انجانگی، سانس کی دھڑکت سے بڑھ کر  
تفصیل سے متنبہ کر دینے چاہئے تاکہ ان کو عورتوں کے سانس کی دھڑکت کی تفریق سے کٹا جائے کہ  
اس کی پہلی چیزوں کو اس سے بڑھ کر دیکھ جائے۔

ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ۔

"سانس کو اپنی اور سانس کی محدودیت کا احساس زیادہ ہو گیا ہے۔

مطابق کائنات کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جس تک سانس صحت و  
حقیقی پانی نہیں نکلتی۔ لیکن اس کا مطلب یہ تھا نہیں کہ وہ پسو نظر  
اور جو کر دیتے کے لائق ہیں۔ سانس کے علاوہ دوسری دنیاوی  
وہدات کی ہی علم کی دوسری قسمیں بھی ہیں جس کو وہی بات ہی کہ  
کہلا نہیں پاسکتا۔

سانس علم کی وہ سب کچھ نہیں جو ہم چاہتے ہیں یا جس کا چاہنا ہمارے  
میں ضروری ہے۔ سانس کا اپنی محدودیت کا یہ تصور یا احساس  
آپ کے ساتھ اس انتظام کا ایک بڑا اہم عنصر ہے۔"

اور سانس کی حالت یہ ہے کہ وہ سب اہم اہم انتظام ہوتا ہو، لیکن اس کے مقابل  
دانت کے ہونے کی جس جبری حسرت یا کو دوسرے ہر مشعل حالت ایک نفس  
حقیقت کی مرض موجود سمجھا جاتا ہے اور ہر حال خود سانس کی رو سے قریب ہی قریب  
چلتا ہو کر رہ جاتی۔

صحت (فرس) کی خارجی (دہائی) پر غلام یا سانس کی دہائی کو  
کہا جاتا ہے۔ نفس طبعیاتی، ناک کے قریب کا پر وہ چاک ہو چکے کے بعد  
دہائی ہر (Substance) کا قریب ہی خم ہو چکا ہے۔ ہم نے  
ابھی طریقہ دیکھا کہ ہر ایک بہت اہم دھوکہ لگا۔"

اور یہ واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ۔  
"طبعیاتی سانس کا تعلق سانس کی دہائی سے ہے اور عاید سانس کی  
سب سے اہم تر قسم سانس سے ہے۔"

لہذا یہ بھلائی حقیقت ہے۔

"ایک بار پھر دہائی چاہئے کہ جو ہر کے تصور کا جدید سانس میں  
بالکل خاتمہ ہو چکا ہے اور ہر دہائی کو اس کے ایسی ہیامینی دہائی  
اضافات (Relations) میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہے جس کو چاہئے  
خود حقیقت کے بارے میں ہم قطعاً نہیں چاہتے۔"

اس سے بھی زیادہ کریہ کہ۔

"ہر کی نوعیت (منجھ) کو ہی ہے جو ہر کے خیالات، احساسات اور  
جذبات کی بھی مادہ بھی ایک دہائی (Mental) ہے۔"

اور۔

"اور سب ذیلی احساسات خارجی اشیا سے کوئی کوئی ہی حقیقی ممانعت و  
مشابہت تک نہیں دیکھتے۔ حقائق کی سب سے قلیل دیکھنے والے جس  
پیامت (Messages) یا اثرات سے ہمارے اعصاب میں جو  
مشکلات (Disturbance) رونما ہوتا ہے وہ ہمارے محسوس  
خارجی سب سے کوئی مشابہت رکھتا ہے اور سب سے اس تصور سے جو  
ہمارے شعور میں بکھرا ہوا ہے۔"



ہے کہ جو گوشتی افعال (Activity) کی حریت کے قائل ہیں  
بالفاظ دیگر ارادہ کی آزادی یا اختیار (Freedom of will) کے  
منکر ہیں۔ وہ بپتی تائید میں سائنس کی کوئی شہادت اہل نہیں پیش  
کر سکتے۔ انکیزن جبری قوانین کے حلقہ نقلا میں معصوم  
ہوتے۔<sup>۱۱</sup>

سائنسی نقطہ کے لئے تیسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایڈگن پیچیدی حقیقت شعور  
(Consciousness) کی قرار پاتے۔

(۳) اور طبیعی (مادی) شعور کے، نتیجہ (Linkage) یا  
دہنگی سے قطع کر کے کوئی حقیقت (Actuality) ہی سرے  
سے فیکٹر نہ کہ ذہن میں واقعہ ہے تجربہ کی سب سے پہلی اور سب سے  
بر اور امتیاز ہے۔ اس لئے اس واقعہ کو کہ گئی ہے سب اور ان کو استنبلا  
ہی استنبلا و قیاس ہی قیاس۔<sup>۱۲</sup>

۱۱ وہ چہ چاہتا ہے کہ نہ۔

۱۲ سکر سکر اس کے ماضی (Inner) ایک (Ego) یا انا اور شعور امت  
(Self Consciousness) اور ارادہ کی آزادی یا اختیار کے  
اصول کی منکر پری کے لئے بارہ چار ست کون سا طبیعی بدل پیش  
کر سکتا ہے؟<sup>۱۳</sup>

۱۳ بارہ سے پیش رفتی ماضی فاعلی تصور کے غلبہ پہنچے۔ اس واقعہ کا  
فاعل سائنسی اور انسانی کی شہادت چوری توبہ سے مانگے ہو کہ۔

۱۴ یہی حقیقت جو حال ہمارا شعور ہی ہے جس کو کسی دوسری شے کی  
اصل (Origin) حقیقت سمجھنے سے پہلے ہی مان لینا پڑتا ہے۔

ہم۔

۱۵ مادی کائنات کو تمام تر، شعوری کے پیش کردہ ہیکر، مادی علامات  
(Symbols) کی ایک تعبیر و ترجمانی (Interpretation) کا  
نام ہے۔ مادی کائنات کے وجود کا نام ہی ہے جسے ہم شعور کو جو خود  
لیختے ہیں کسی شے کے ہم وجود کا گوارا لینا چاہتے ہیں شعور سے دلالت کے  
غیر کوئی معنی ہی نہیں دے سکتے۔<sup>۱۶</sup>

۱۶ عرصہ انہر ہویں صدی سے ہے کہ ماضیوں صدی تک سائنسی کارناموں کے دور  
دور کا جو عہد جدید ہے اس پر بیسویں صدی کے نہ کر تک توجہ دیتے ہی علامت کا سائنسی  
نقطہ چھپا رہا۔ پیش دہش دہش کے دور چھپا رہا اس وقت شعور جسمانی موجودات کی دہائی ہو گیا  
ایک واقعہ انکار محسوس نہ ہوئی تو حقیقت معلوم ہوئی تھی کہ مادی یا کائنات اسے کہہ دے کہ  
صرف دہش سے آہل تک ہے اس وقت شعور ماضی جسمانی موجودات کی دہائی حقیقت  
سمجھا جانے کا تھوڑا سا زمانہ کو تھا۔ اپنے سانی جسم میں دہش و ادراک شعور دیکھ دہش دہش  
یہ ایک غیر محسوس تہ جو کار فرما نہ تھی تھی اس کے گئی دہش ہی ہے دہش و شعور دہش  
ہی ایک محسوس تھوڑا سا دور ہے۔ ماضی عہد پر سائنس کا ایک سلسلہ حقیقت میں چلا تھا۔

۱۷ جس بیسویں صدی کے سکر ہوتے ہوئے ہی خود سائنس خصوصاً طبیعیاتی (فزیکل)  
سائنس نے جو پٹا کھینچا ہے نہایت سے انار حوسہ اسکے کی سر سے سے جاپی پٹ کر کہ  
ہی۔ اس طرح کہ نہ صرف دہش ہی نہایت طلب ہو کر خود دہش کے وجود تک کا پتہ چلتا، اشار  
ہو گیا۔ دہش سے باہر کی پری خصوصاً ماضی کو دہشوں دہشوں دہشوں سے آہل تک کی  
پری نام مادی ہی موجودات خود دہش کی حلقہ کات علامت ہونے لگیں۔ بالفاظ دیگر عہد جدید  
کی ماضی سائنسی ترقی کے نتیجہ میں نہایت ناظر پیدا ہوا تھا ہی طریقی ترقی کے عمل سے ماضی  
تصور (آئیڈیالزم) (Idealism) یا (مادہ لزم) (Mentalism) کا غلبہ جسم۔ کہ









ملاو مال پ بھائی کس کی طرف، عاریوں دوستوں پاس چڑھو، مٹے ہونے والوں سے پی پی جیسے تیار، شام پلاہلی کو موجود پیش کرتے ہیں اس کے درجہ کا سر سے انکار کر، یہ خود دوسری طرف جہاں پہ فرس کر میں کہ ہے جیسے یہ شخص خود دوسری پتنگوں پر دوسرے قسم کی چادر اوڑھے حال میں موجود اذیت کو ہم سے جس سے محسوس کرتے، پتے ہیں دوست کی سبب اس کے کہ وہ اس کے لئے خود اختیار کیا شعور تک کو کوئی دلیل ہو پھر بھی رودستی میں پہانے کی کو پید آپ کی کہ تیار لوگوں میں ہوتا ہے شفا جس کو آگ لکھا تھے، پھر جس کو ہر قسم کا جاتا ہے اور جس کے کسی عضو ہوا ہوا میں آگ لگ کر اس کو جلا دیتی ہے نہ بھی کچی ہارے ہارے جسم کی کو بھسم کر کے حاضر کر دیتی ہے اس سارے اسامات کو لکھتے ہیں ۱۰۰۰ جی ہی کرتا ہے جس کی پٹی میں گھوگھاتی کی تختی میں ہے خوب تیار، چارو بے اختیار کہ انہی میں کر سکا کہ کھانا کھا ہے پتے اور غل غل مرنے کی ناقص عقل فریب ہی کے اسامات کو پید ہونے سے۔

ایک کلی یا صلیبہ بن کے اعتراف پر ہر کوئی مجبور ہے!

خصوصیت سے یہ دیکھنا تھا کہ جس کی ہا پر سانس دھن، قلبی اور عانی سب کی کو چارہ اپنا مانا چاہے کہ ہارے جی محسوسات کا مشاہدہ کوئی۔ کوئی خود میرے دلت و امن سے ہوا، حقیقت سے (۱) ایک قویہ کہ میرے ہی جیسے دوسرے شخص بھی ہاں میرے ہی جیسے محسوسات دیکھتے ہیں۔ ہوا میں مشرک اسامات کا کوئی۔ کوئی مشرک اسامات، مدد بھی ہونا چاہئے۔ (۲) دوسرے ہم جن کے محسوس کرے میں ہاں کے اعتبار یا اصل نہیں معصن ہوتے ہیں، ان سے ہی کی تحقیق کسی اور فاعل کی قابل ہونا چاہئے۔

ما تھو ہی سانس ہی کی تازہ ترین حقیقت سے مسئلہ طور پر یہ بھی متنبہ و متنبہ ہو چکا ہے، کہ انیسویں صدی کے ادب شریک ہونے کے نام سے ہر ایک شخص چارہ جہری حقیقت موجود جسمانی جاتی جی، ان کی جو ہریت کا ب مسرہ طور پر حارت ہو چکا ہے۔ مگر اس کے چہ دھن سے ہوا میں کچھ ہونا، بھی سے تو انکراں وغیرہ نام نہاد قی درات کی

عقل و کجی و حرکات، جہاں سے خود چارہ سورج دیا، پہاڑ، شہر چارہ میرے ہیں، جہاں پہاڑ کھینچے ہو محسوس کرتے ہیں جو ہارے ہی محسوسات کی قیال سے کوئی غریبی سے کوئی محسوسات، کھینچے والی ذرات سے ترکیب و تشکیل پانے ہی کوئی مشقی عکس ہارے جس کرنے والے ذہن سے ہارے ہی جاتی ہے۔

پھر بھی عانی کوئی ہی کی طرح سانس دھن اور قلب سب ہی کتا پانے کہ وہ اپنا نام و جی اپنے محسوسات ہی کی زبان کے محاسن موجود اذیت کو چہ انفروری دوسرے ہارے رتہ دیکھ کر ہی کے ہر محسوس موجود دیکھتے ہارے سے ہے جس کو، معطر ہیں، تو اس مسئلہ کا خصوصیات ہی کی سانس دھن میں بھی سوزنا، قابل فہم، اذیتوں میں یکساں ہونا چاہئے کہ ہارے آپ کے انفروری دھنوں کے ہوا، جی میں ہارے مشرک کو پیکل حساست وہ ہوا پید ہوتے ہیں۔ ایک ہوا کی جگہ دیکھتے دھن ملتا چاہئے جس کے ہارے جس کے علم میں ہوا معلومات ہی کی ایسا موجود ہیں، جس کا گونا گونا جی اپنے انفروری دھنوں میں یہ ہوتے پاتے ہیں۔ ہارے جن کو ہی کا نالی پانے دھن میں یہ اگر تا ہے جس میں ہوا معلومات وہ پناستقل رہی وہی وجود دیکھتے ہیں۔ چاہئے اس کے ہارے دھن کی سر سے سے ہارے دھن کا نام کوئی ہی انفروری جی موجود ہوا جس سے کسی طرح خود ہوا نام نہاد اور فاعل ہوا سانس پید ہوا دھن و شعور ہارے کے دھن ہوا دھنوں جسم سے سکیں، جس کا اصل مہر دھن ۱۰۰۰ دھن کوئی نام نہاد نہیں ملتا، تو اس مع الدار کی متعلق کو ہارے کی ان کی مٹی پید کر کے کی شیعہ ہی کوئی دوسری مثال اس سے ہارے کر فرض بھی کی جاسکتی ہے۔

لہجے کی اس "کلی ذہن" میں دھن

قلند کی ہر دھن میں کلی ذہن تک جیسے صاف ہر دھن میرے دھن وغیرہ مجسمہ عام فہم راستہ سے دھن دیکھنے کے حاصل کی ہے ہارے جس طرح جدید ترین سانس تحقیقات نے پکارا ہوا ہے دھن کی جگہ دھن کی وجود کو ہر دھن اذیت صاف کر دی ہے اس کی دھن میں لہجے کی کے قلند کو زیادہ قریب، معصن سانس قلند کا رنگ دیا جاسکتا ہے۔ جی تو اس





جس میں یہ پائے جاتے ہیں۔ جو وہ خود (فنی طور پر) مانتا ہے وہی اسے مانتا ہے۔

انیسویں صدی میں سائنس کا نکتہ فطرت (نچر) کو ایک ہیئت و سچہ عظیم ہماری فکر میں پیش کیجئے۔ مجھے نے کی کوشش میں کی رہی۔ لیکن پھر خود مختلف سائنسوں کی رو سے یہ ایک فوجی کی یہ ساری کوششیں بے اثر ہو کر رہیں۔

اور جس نچر کے رد ایک ۔

کائنات ایک عظیم صانع دہن کی صفت و تلقین ہی نہیں بلکہ فی الواقع یہ نام ہے اس دہن کے عین تصورات و خیالات ہی کا۔

اس طرح جس نچر ۔

”سائنسی راہ سے اسی نتیجہ پر پہنچا ہے، جس پر وہ کئے حاضر قطعاً نہ تھی۔ یہ سے پہنچا تھا کہ آہل دہن کے سارے ایزاد اجسام دہن کے ہر کوئی وجود قطعاً نہیں رکھتے۔ جب تک فی الواقع اس کا دوراں نہیں کرتا تو تاہم میرے دہن میں پائے نہیں جاسکتا میری ہی طرح کسی دوسری تلقین روح کے دہن میں اس وقت تک یہ تو اس سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ممکن۔ یا پھر کسی لہی روح (Eternal Spirit) کے دہن میں موجود یا اس کے ساتھ قائم (Subsist) ہونا نہیں۔“

اور ۔

”سائنسی حقیقت ایک اور صوف ایک ہے۔ لہی ہلکی روح یا دہن۔

سب اس دہن پر شعور سے دہن اس کی ذاتی ملکوتات ہیں۔

نور ۔

”سائنسی و حقیقت دہن ہی دہن ہے۔ اور کائنات عظیم مشین میں عظیم فکر (Thought) ہے۔ اور دراک (Perceiving) فکر (Thinking) اس دہن کی عادت یا یادہ منجبتی میں علاقیت کا تصور ہے۔“

جس نچر کے کئی طرح اٹھائے۔ اور خود اس میں منکر ہر گز نہیں کرتا۔ یہ سارے دہن کا کوئی اور نہیں نام ہے۔

”کئی چیز کے خارجی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ وہ غیر دہنی (Non-Mental) ہے اصل نوعیت (نچر) اور سہل دراک کی ہر چیز کی دہنی ہی ہوتی ہے۔ بلکہ خارجی دنیا جو ہم سب کے لئے مشترک طور پر پائی جاتی ہے۔ وہ ایک ایسے کائناتی دہن کے خیالات (Thoughts) نام ہو سکتی ہے۔ جس سے ہم سب دہن رکھتے ہیں (Are In Contact) ہیں کا حصہ ہیں۔ (Of Which We All Form Part)

ی دہن میں ایک دہنی یا سائنسی اس حیوان ۔ ایک انداز میں جس نچر سے جو یہ سب ہے وہ بھی اس میں ۔

”ہم اور تمام اس تصور (Idialistic) نظر یہی کی طرف ہے کہ حقیقت شعور ہی ہے۔ اور بلکہ کائنات شعور ہی سے ماخوذ ہے نہ کہ شعور سے۔“







اور جس (Jeans) نامی کے سے انہیں اس سے پہلے اور خاص طور پر ۔

”اور بے شک، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ خود سائنسی نامی کا ثابت کی ثابتیت کے بارے میں ہم کو کچھ سبب ملتا ہے... نظریہ حاکمیت کی رو سے (صورت حال یہ ہوگی ہے کہ ہم) جو چیزیں ہماری حواس کو ایک سخت (Hard) اور پائیدار (مثلاً پتھر کا پتھر یا پتھر کا پتھر) معلوم ہوتی ہیں وہ درحقیقت صرف واقعات (Events) کی ایک لڑی یا سلسلہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔“

جان کر ۔

”مادہ کا فوس پتہ اپنی اپنی لڑی وہ چیز حقیقی جس کی بنا پر بے گناہی کا ثابتیت نے اس کو ذہن کے پائیدار یا آبی جانی (Fleeting) کیا۔ یہاں سے بالکل ایک لائق حقیقت سمجھنے سے۔ اگر آپ یہ ثابت ہو کر رہا کر فوس فوس بعد جن واقعات سے مرکب ہوتا ہوتا ہے وہ بھی انکی وہی چیز، یہی کی طرح تلی جالی (یادانی) ہوتے ہیں۔“

چراغ آں ۔

”اس شخص خود جن واقعات کی نوعیت ثابتیت کا بھی ہم کو کوئی پتہ نہیں آتی۔ اور کسی بنا پر مادہ اور ذرات کا ایک دوسرے پر عمل یا بھی تعامل (Inter- Action) بھی آپ کو کوئی سمجھ بات (Paradox) نہیں رہ جاتی۔“

برہن کر ۔

”جیس جیس (Jeans) کے نزدیک مادہ اور ذرات کی ایک دوسرے

سے دو ایک لگایا نہیں سے پہلے ہی میں جاتیں۔ اس کی کہانی میں خود چھ مہمیت (عزاس) نامی ہم کو اس طرف سے جاتی ہے کہ ساری موجودات کی یہ میں جو حقیقت کا فرما ہے وہ ذہن یا روح (Spirit) نامی کی نوعیت رکھتی ہے۔ اور تمام مادی مظاہر جس صورت سے ہمارے حواس کے سے رو لیا ہوا ہے، جس سے وہ اصل میں کے میں منظر یا یہ میں پائی جائے والی ذہنی یا روحانی حقیقت ہی کا ہمارے لئے نمود (یا مظاہر صوفیہ تجرید) کا طریقہ۔“

اور ذہن سے ہمارا کسی عارضی یا مادیاتی کا ثابتیت کا جو وہ ۱۹۲۵ء میں اور ان کا جبکہ اور وقت تک، جس میں پاسہ غیر کسی عارضی یا مادی کا ثابتیت کا کوئی تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی ہوئے نہ کسی جبکہ پائی جاتی ہوگی۔ اس وقت اس کے عارضی میں پاسے جانے کے کوئی عمل ہی نہیں رہے۔ اور اب آں نامی کے سلسلہ سائنسی نظریہ حاکمیت کے بعد مکمل اور ان میں خود ذاتی یا مادی ہی کی تخلیق (Creation) قرار پانے میں ہیں پھر جس چیز (Jeans) کی تعبیر میں کا نامی نامی اور وہ جب کی تعبیر میں خود ہی ذہن کی تھوکی بنا کر صاف صاف میں اس کا خیال ہی خیال میں مادہ سمجھو کہ تعبیر ذہنی میں (Thought) کے جانے خود ہی عمل ہوئی۔ جیسا کہ آگے مضمون ہوگا۔

یہاں خاص طور سے سمجھنا چاہیے ہے کہ جس چیز (Jeans) نامی خاص سائنسی حیرت ہی سے کی توجہ پر پانچا ہے۔ جس پر لگے خاص قسمیہ۔ فوسے ہوا تھا اور جس پر لگے ہی کے سکون میں مادیاتی توجہ و تائید کے ساتھ وہاں ہے کہ آہل دانش کی ساری موجودات ہیں ۔

ایک لفظ میں تمام وہ ایسا نامی سے ہماری دنیا کا یہ عقیم انسان ندرست ذہن چھ مہمیت ہے ہی کا وہ ان کے باہر یا ذہن کے غیر کوئی جانے خود جو ہری وجود نہیں۔ جب تک میں خود ہی کافی مواقع اور انک نہیں کر رہا ہوتا میرے ذہن میں پاسے نہیں جاتے یا (میری

طرح کی کسی دوسری مخلوق روح میں اس وقت تک پہنچاؤں کا سرے سے کوئی وجود ہو تا ہی نہیں یا پھر وہ کسی لہی روح (Eternal Spirit) میں پائے جاتے یا اس کے ساتھ قائم ہوتے ہیں۔

اس صورت میں جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے جس قدر کے نزدیک مکیاں اور مکیاں مکیاں ہیں۔

"نہ کائنات کی ابتدا و منت و ختمیت (Emptiness) اور اس میں جاری ہوا پر حیرت انگیز تبدیلی کی جراثیمی و پرمیٹل کی بات رہتی ہے کیونکہ ہم خود اپنے وجود اور اس کے خیال و ذہن کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے خود بخود ہی عظیم تہ و قاست کی ہوں و داشت رہے ہیں۔ نہ ہم کو مکالم کی متناہیت (و متناہیت۔ م) کی مجلس میں پڑے کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ خوب کی صورت میں ان سے یہ کوئی تجسس و تشویش کی بات نہیں ہوتی کہ ان کی یہ نظریہ چاروں طرف سے پار کیا ہے۔"

عرس میں طرح جس جہاز کے نزدیک۔

"ہم ایک خاص یا فکر و تصور (Thought) کی دنیا میں رہے اور واحد انتہائی حقیقت دہن ہی دہن ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ (وجود) سائنس کی رو سے۔ م (کائنات عظیم مثلیں ہونے کے چنے عظیم فکر (Great Thought) معلوم ہونے لگی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصل جہاز (Existence) دہن ہے اور اور ایک دگر (Perceiving And Thinking) کی ذہن کی عبارت (Acting) کا نمود (Expressing) ہے۔"

جانم نہیں جھو (Jeans) اس کا چاکل میں کر دہن میں۔

"ہر شے ذاتی (Subjective) ہے (کہ صرف نظریہ دہن میں پائی جاتی ہے۔ م (کہ وہ عینی حقائق کے وجود کو مانتا ہے۔ کیونکہ یہی چیزیں خدا سے میرے اور سب کے ذہنوں کو یکساں طور پر متاثر کرتی ہیں۔ ہم سب قریب قریب ایک ہی اور یکساں عینی دنیا کو اور ایک ہی احساس دیکھتے ہیں۔"

ماتی۔

"وہ عینی کائنات جس کو ہم سب یکساں طور پر محسوس کرتے ہیں (وہ) ان سے نظریہ دہنوں کے چنے م (ایک ایسے کائنات دہن میں پائی ہو سکتی ہے۔ جس سے ہم سب (Contact) کر سکتے ہیں یا جس کے سبب (Parts) ہیں۔"

ہر جس جھو (Jeans) لکھتیت و طبعیت اور ریاضیت کا ایک یا مستند مسلم عام ہے۔ ایک دوسرے عام سائنسی مبنیوں کو ایک نیا ہیئت سوال کا جواب دیتا ہے اور اس کی سائنسی فلسفہ و جان کا مفکر سائنس دا متعجب لیا ہے۔

"تصور دہن میں تصور (Idealistic) نظریہ کی طرف ہے کہ جہاز حقیقت تصور (Consciousness) ہے ماتی ساری کائنات اس سے ماخوذ (Derived) ہے۔ نہ کہ خود تصور ہی کائنات سے، بلکہ صورت میں ادما یہ کائنات کسی خدا و مخلوق کا نہیں بلکہ سوچے سمجھے فکر کی ضروری تصور پر مبنی ہے۔"

آگے خاص طور پر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ۔

"تصوریت کی طرف میرے رجحان ہی حد تک تجھے ہے خود سائنس

نظریۂ کاسمولوجی (Indeterminacy) کا اصول ہم کو کہتا ہے کہ ہمیں نظریہ سے بات دے دینے کے بغیر (یعنی) اس کے لیے جو قوانین کے تحت ہم کو کائنات کا نظریہ دینا ہے، وہ ہیں۔

ایک اور شخص شہید کا جہاں کہ ۔

”دانیال صاحب! آج کل کا جہان بھی میرے ۱۷ ایک کسی قمری منصوبہ کے منافی نہیں۔ کیونکہ شرعہ نے خیر کے تصور کے لئے گارنٹی دے سکتا ہے۔ جیسے خطرہ صحت و دولت کے لئے گارنٹی ہے۔“

’دلی کا جسے دہلی نہ سمجھتا‘

سائنس اور مذہب

مومن تو جس میں بھی رکھلاؤں  
سیرتِ صالحہ پائی جس کی  
یعنی

سنی حکایت ہستی تو درمیاں سے سنی  
نہ لٹھا کی خبر ہے نہ اتنا معلوم

دیکھتے کی پہلی بات یہ ہے کہ اصولاً ماس کو وہاں کا موضوع بحث ہوا ہی کے  
مرکب و حدود و اقل جہاں تک کہ اس کا تعلق اپنے محدود دائرہ میں کائنات یعنی کسک کے  
درمیان کی داستان بتاتی ہے۔ یہ بات کائنات کی کہ داستان سے جو بات سے ماس کو کہہ  
کا کہ اس کی رسائی یعنی موجودات ماس کا جو درجہ اور امتداد کا یہ مشاہدہ تجزیہ میں آتا  
ہے ماس کا ماس اس کے نامی اور حدود کی کو تو میں و قواعد انصاف ہے۔ یہ ایک  
دیگر قرائی اصطلاحات میں ماس کا اصل موضوع بحث و تحقیق صرف عام شہادت یا  
اصطلاحات لغویہ مشابہت و مظاہر (Phenomena) ہے۔ یعنی اس عالم شہادت و مظاہر  
کے پس پردہ اس کے قیام و آثار اور اس میں کیہ حقیقت (Reality) چھپی ہوئی کار فرما  
ہے یہ اسالیح عوام میں لغویہ خصوصاً عام ادبیات کا نزاع و جد ہے۔ اس دور میں  
ہماری رسائی اصل و مطلق کو درمیان چارہ ناہر یعنی کسک کی درمیان و اس کے مظاہر و مشاہدہ  
سے حاصل کر رہی ہے۔

یہ درمیانی مشاہدات ان تجربات کو بھی طور پر دو طبقہ اور حقیقتاً صورتوں کے مجموعہ  
کے لئے ہیں۔ ایک وہ جس کو ہم سن چکے ہیں، اور دوسرے سے ظاہر ہو چکا ہے کہ خارجی متغیرات  
کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کے درمیان جو رابطہ اور قیاسیت کی

































عقب و آرد اس کے طاقی حیات و سبب کے نیچے اسی کی ہولی نے قریب ہر  
ظاہر اپنے اس اس سے مطلوب نہ کو کر رہی ہے۔ جو انہی کی زندگی میں متعدد کی  
لین ہوئی تھی اور کر رہی ہے کہ ان کی قریب و تلوں میں انا عیسیٰ عیسیٰ کی  
کی ایک شان کچھ میں آئی ہے۔

### سائیس کے واقعات میں پہنچنے کا سبب

جو حال ہم کو یہاں اس میں کہ حقیقت کی طرف توجہ دانیے کہ سائیس کو مکمل  
رواں اور نام و جہاد وادی و راست سے متعلق اس تناقض ورنہ کچھ میں سے وہ چیتا کی  
جو تھیلی پائی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سوچو کہ تاریخی و عارفی حدیثی مکالمہ وادی کی  
تغیر و تکلیف میں اسی وجہ کی وجہ سے جو اس کی سال چھپے کسی نہ تو ان کی وہاں چھپے کے  
باوجود اس چھپے کی کو ان کے راست و امن سے ہر سوچ و فکر اس کی نہ ہی کی نہ راست و روبرو  
باقی صوبہ و قریب میں قصور و جہاد و سائیس کی واقعات میں پہنچنے کا سبب ہے۔

حالانکہ اس سے اسی عیسیٰ کی حیات حاصل کر کے کی جس طرح جہاد و عیسیٰ نے صاف  
سیدھی و راستہ و توجہ کشیم کر کے کہیں کی قلمی کی طرح جہاد و عیسیٰ کی سائیس  
میں بہت کر کے کی قلمی اور اس سے بھی مٹائی کے ساتھ کائناتی و ان کو ان کی سائیس نہ  
کچھ میں آئے ہیں وہ ۱۰۰۰ کی سوچ و فکر کی کی ۱۰۰۰ کی سال ۶۹ عک کے مٹوں  
کو ان کی صوبہ چھپے چھپے۔ جس میں اس کی نہ نہ کے کی میت قرائن میں آئی ہے۔

### ذہنی تخلیق کی نوعیت اور ذہن و تخلیق میں ربط

یہاں اس کی تخلیق و عیسیٰ کو کچھ سمجھنے کے لئے کہ وہ قریب ہر شخص کے اور  
دور و کے قریب کی ایک مثال قائم توجہ تو خود ہمارے خود اس کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ  
سوچ کی نہ مٹوں میں۔ صرف وہی خود ہمارے میں میں اپنے چھپے ہیں مٹوں کی کے یہ  
نہ کچھ سمجھنے کے لئے ہے۔

کے ہوتے ہیں۔ سائیس کی حیات نہ کہ عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
عمر و ہوتے ہیں اس لئے کہ عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
اور ان میں اپنی چھپے کی کو ان کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
پارہ و تر صحت اسلام کی صورت میں پیدا کرتے ہیں۔ تاہم چھپے اس کے چھپے سے طوط  
خصوصاً اس کے دوسروں کو کچھ دیکھ کر کہ عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
گویا لڑائی کے واقعات کی حقیقت چھپتی حقیقت ہوتے ہیں۔

حیدر آباد کا ایک خوب اپنے ایک صاب و ترقی محبت کی نہ حضرت قاضی و مستی اللہ کے  
ہمار حضرت مولانا عبدالحی سارن پوری کی عبادت و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
تھے۔ کہ وہ ۵۰ سال کی عمر میں قریب عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
دوران ہوا کہ اس چھپاؤ کی رسائی بھی قاضی کے قریب ہوا کہ وہ بھی قاضی کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
تخلیق میں حاضری کی بھی سعادت عیسیٰ ہوئی تھی۔ تاہم اس کا ایک بلا عرض "عطا  
ہاں ہم" تہا باقی و ترقی کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
پر جو اس کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
چاہا۔ قریب ہی اس کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
کہ کلب کے سب سے قریب ہر عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات

ایک سال شہادت قاضی کے ۱۰۰۰ میں مولانا گاندی نے عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
سنا کہ عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
حوال کے ایک سے کہ وہ عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
قریب قریب سب ہی کہتے تھے کہ کلب کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات

حضرت سارن پوری کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
قاضی کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات  
چلیا کہ اس نے وہاں کہ وہاں میں چھپاؤ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات و عیسیٰ کی حیات

رہی ہے سبے سائنس نگار کہ سو باہر خواب نہیں، دل دہر کاؤ کہ ہے، جیسے کہیں روز و رات کے خارجہ دلور ہر طرح یہ اندیشہ شاد غم، محبت غم، غم و غل کے اعتبار سے پانچویں پانچ سے غم، سو باہر گمانی چ نکہ میرے ساتھ ہی قیام فرماتے، نور طیفانی مستقل، مدنی کے جیسے "مکمل" مدنی کے عادی، اس لئے بالکل جہد میرے ساتھ کلب میں آئے۔ کی لئے میں باغیوں میں لیٹا ہوں اور میرے پاس تلخ ہیں۔

کسیا ہے کہ خوب نور، ۱۰۰ ہر دور مرہ کے تجربہ کی ایک مثال ہے، جس میں خود میں دواں نور زمین سے آسمان تک ہر طرح کی موجودات اسی طرح واقعی اور خارج میں سوہو پاتے ہیں جس طرح یہ لاری میں، لیکن چونکہ سو سے ادر میں ادر سے شعوری ہوئی و حواس متعلق ہو پاتے ہیں، اس لئے ہم ان میں یہ لاری کا ساقم و اصلاحات پاتے ہیں نہ عوامیہ کر سکتے ہیں۔

کیونکہ ان کی لاری میں لاری کا کئی ذہن مان لیا جائے

لیکن اگر میں جہد کے سائنسی نتیجہ یا فلسفہ کی طرح کوئی ایسا لاری لاری میں لاری (الحی) القیوم لا یلحدہ سندہ لا یومد کا کئی ذہن مان لیا جائے تو اس کے پیرائے ہوئے لاری مکان دور میں پاتے جائے گا۔ لاری سوہو داتہ موجوداتی ہوتے کے، لاری طرح ادر سے لئے جاری واقعی متعلقہ موجودات کی طرح سوہو ہوں گے۔ جس طرح ہم میں گوید لاری میں محسوس کرتے ہیں ہے اس کے اس موجودات کا کوئی نام نہ لاری مانہ و مبداء فرض کرنا پڑے، ایک عجیب حدیث میں بھی کی حقیقت کی حقیقت کو شیخ شادہ کی صورت موجود ہے کہ "لوگ دراصل سوہو ہیں جب وہ مریم کے تہ جائیں گے۔" اس نام ادا مانوا استغفاروا۔

فرض جس طرح تلخ لاری کا، لاری کہ اس میں تم کو تساری محسوس ہے کہ یہاں موجودات سے غم و غم نہیں کہ جہد کی کوہر، یہہ حقیقی و واقعی قرار، ان کی لاری تو تم سے ہو کہ یہاں ان محسوسات کی تم میں مرے سے ایک نامحسوس شے خود ہر جسم کے احساسات کی مرے سے مدنی تک سے غم و غم ہے۔ سوہو محسوسات و مظاہر کی خود اپنی محسوسات

الذات، جس کی تک گواہی سے نافذ و تقویٰ مانتے ہو۔

کی طرح جہد بھی پہلے خود رکھے کے اعتبار سے کرتا ہے کہ جس دواں کی مداری سوہو داتہ یا ایک لاری میں قیام سوہو داتہ جس سے کائنات کا ہر رستہ و عظیم۔

"ذہابی مانہ، ان کے شہر (ذہابیہ) کوئی جہد لاری و جہد میں رکھا

ذہب تک میں ان کا تعلق و اتصال اور اک نہیں کر پانوں کی دوسری تقویٰ کے ذہن میں پاتے ہیں چاہے تو لاری تو اس سے کوئی لاری میں نہیں ہو سکتا کی لاری لاری و دواں میں پاتے جاتے ہیں۔"

اس کے بعد خود، یہی سر نہیں غیر جہد یا سوہو مدنی مداری توہرہ سائنس و ان لاری ہے کہ۔

"میرے نزدیک جدید سائنس بھی بالکل ایک دوسرے سے مختلف راستہ سے جس نتیجہ تک پہنچاتی ہے فی الجہد، جہد حقیقت مجموعی (Altogether) اس سے مختلف نہیں، لیکن موجودات کے خارجی یا عقلی وجود کے معنی یا حقیقت میں ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی لاری لاری و دواں کے ذہن سے مستقل طور پر پاتے جاتے ہیں۔"

جہد و رکھے کی لاری لاری و دواں جس جس جہد کے۔

"تکلی کا کئی ذہن کی حقائق کے متعلقہ میں انفرادی و دواں کی حقائق کو ہی طور پر کم جہد لاری (Less Substantial) اس جاسکتا ہے۔"

اب دواں آئے اسی سلسلہ میں راقم نو کی ۲ پر وال خوب کی بھی یہ کہ تصدیق جس کی سائنس دواں سے کی ہیں



”یعنی فرق اس مکان (Space) میں کرنا چاہتے ہیں جو طراب میں دیکھتے ہیں اور روزمرہ کی عینہ وی دلی زندگی کے مکان میں۔ یعنی جہاں ان کے ہر سب کے لئے ایک ہی ہوتا ہے، وہاں دیکھنے والی ذہن کا واحد مکان ہوتا ہے۔ اسی طرح فطرت کے وہ قوانین جو عینہ لری کی زندگی کے واقعات و مظاہر میں کار فرمایا جاتے ہیں، ان کے ذہن کے قوانین فکر (Laws of thought) ہوتے ہیں۔“

ایسی میں بدھ :-

”محاکات کو خالص فکر (Pure thought) کی دیا بیان لینے سے ایسی ہمت ہی چھوڑ دوں کوئی درشتی مل جاتی ہے جن کا نام کو کسی حدیہ سائنس کی حقیقتات کی ہیاد پر سامنا کرنا چاہتا ہے۔“

مگر دنیا کی فلسفی یا سائنس دان کا عطا کردہ خدا میں چاہتی :-

”ذہب کی زبان میں دیکھنے کی فلسفیانہ لڑی و لہری درجہ درجہ سر جیس جیس سائنس کا کھلی دلی ذہن کا نام چاہے تقریباً ہم کے لئے خدا بھیجیں لیکن ساتھ ہی یاد رکھیں کہ جس طرح ایلی گن کو ہم نظر یہ کی دلی کا عطا کیا ہوا خدا عیناً چاہتا تھا اس سے بھی زیادہ راقم بڑا بڑے اور جھوٹا کسی بھی فلسفی یا سائنس دان کی دلی کا عطا کیا ہوا خدا بتا رہا مگر میں چاہتا ہوں تو صرف خدا کی دلی کے عطا کئے ہوئے ایمانی خدا تک ایسوں کو پہنچانا چاہتا ہے جو آگے نہ بڑھ سکتے ہوں سائنس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کی دولت و مستحق سے دور و غرو ہو رہے ہیں، حقیقتات انکار اندہ آگے کی کیا سیادت قرآن کے حوالہ سے چھیں۔ وہاں تو فیسی الا ہللا

اور پھر ایک مرتبہ آپ زور سے لکھنے کے لائق خود اپنے جہن کے الفاظ پڑھ لیں :-

”تم بھی کوئی کے لئے یہ لکھتے ہوئے زمین کی بات ہے کہ میں کو میں

لے کو ہم نظر یہ کی دلی کا عطا کیا ہوا خدا میں چاہتے ہیں، جو آگے نہ بڑھ سکتے ہوں سائنس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کی بات ہے کہ میں کو میں

سائنس پر قیاب الغیب کو مٹی ٹھہرایا نہیں جاسکتا :-

ظاہر ہے ایسی سائنس پر مذہب کے قیاب الغیب و غیب کی حقیقت (Ultimate Reality) کو کیا جی ٹھہرایا جاسکتا ہے، جس کے پاس اب کچھ نئے واقعات یا قوتات ہی واقعات اور ان کے ذہنی تصور و لہذا ان کے مضامین کے سوا کچھ نہیں رہ گیا وہ اب مٹی حدیہ یا نئی حدیہ کی طرح یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان قوتات کے قور پڑنے کر کے میں ہادی پر وہاں انہی اثر و غیرہ کی ذات کو کچھ دلی ہے کہ سائنس کے لئے قیاب غرات تک کی حقیقت چاہے خود صرف واقعات یا قوتات سے زیادہ و کثرت واقعات کی دلی ہے، باقی ان کی ذات کیا خود ہی تک کی حقیقت سے جمل ہی جمل ہے، لیکن ان واقعات یا قوتات کی نسبت کچھ بے کچھ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سائنس دان ہی سے آئے ہیں کہ ”واقعات واقعی و قور پڑنے میں ہوتے ہیں، ہم خود ان واقعات کے پاس سے گزرتے ہیں۔“

کوئی بلا کہ ہم بلا نہیں کیا!

اصل بات وہی ہے کہ سائنس اور سائنس دانوں کے نام اور بہت زیادہ ان کے ایمان کی انکشاف کا نام ہمارے لئے ایسے مراد میں کہ ہونگے ہیں کہ اس نام کا نام کو کہتے دیکھتے ہیں ان کو بہت پر ایمان کے سوا کیا ہوا ہی نہیں پڑتا، وہ نہ بیسوا لو کہیں عرض ہو چکا کہ سائنس دان ہی طور پر کسی ایسے کبر شاد و ششاد کے نام پر مٹی سے زیادہ نہیں، نہ یاد دہرے کسی استاد فن



طالب علموں کو ہر طرح کی ہدایتوں سے نالاں کر کے ہر طرف روشنی کی طرف لانا اور زندگی کی تمام راہوں میں صاف سیدھا راستہ دکھانا ہے۔

قل جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین "یہدی بہ اللہ من اتبع و ضوانہ، سبل السلام و یخرجہم من الظلمات الی النور بازہ یہدیہم الی صراط مستقیم۔" (سورہ بقرہ، کوع ۲)

اب آئے کتابِ تم کا دوسرا حصہ "کلامیات قرآن" لکھو اللہ اس کتاب کی ہدایت کی رہنمائی میں چڑھیں۔

"اللہم ارننا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔"

AF-1035

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)